تنویر الابصار

لمن اراد ان یتمسک

بجنود الابرار

مُصنّفہ : خواجہ محبوب عالم قدس سرہ

محکمہ تعلیم پنجاب سے منظور شدہ سرکلر نمبر ایس۔او (S.O) اور سی۔ڈی (C-D) ایجوکیشن ۱-۳۷-۱، مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۷۴ء

اِنَّ هٰذِهٖ تَذْكِرَةٌ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ سَبِيْلًا

الحمد للہ کہ

دریں ایام میمنت فرجام کتاب اسم بامسمّٰی

تنویرِ الابصار

لِمَنْ اَرَادَ اَنْ یَّتَمَسَّکَ

بجنودِ الابرار

حامیِ شریعت ماحیِ بدعت جاں نثارِ سنت عالمِ ربانی عارفِ حقانی

حضرت مولانا و مرشدنا خواجہ محبوب عالم شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

نقشبندی سیدوی

(جملہ حقوق محفوظ کتاب ہذا)

marfat.com

محکمہ تعلیم پنجاب سے منظور شدہ سرکلر نمبر ایس۔ او (S-O) سی۔ ڈی (C-D) ایجوکیشن ۱-۳۷-۱۷ مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۷۴

نام کتاب ——— تنویر الابصار

مؤلفہ ——— حضرت خواجہ محبوب عالم شاہ صاحبؒ

بار ——— سوم

تعداد ——— ایک ہزار

کتابت ——— محمد اعظم منوّر رقم لاہور

مورخہ ———

مطبع ایم منیر قاضی ملی پرنٹرز، ۹ سرکلر روڈ لاہور

ناشر: محمد احمد۔ سجادہ نشین سیدا شریف تحصیل پھالیہ ضلع گجرات

قیمت دس روپے

ملنے کا پتہ

marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ
وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ کَمَا ھِیَ عَلٰی رَسُوْلِہٖ وَحَبِیْبِہٖ وَنُخْبَتِہٖ
مُحَمَّدِ الْمُصْطَفٰی وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَحْبَابِہٖ
اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ اَجْمَعِیْنَ۔

اما بعد بندہ ضعیف راجی الی رحمۃ اللہ تعالیٰ عزوجل ابوالہاشم محبوب عالم ابن عارف باللہ رکن عالم عفی عنہ عرض پرداز ہے کہ جب بہ مشیت ایزدی رجوع اور میلان قلب طرف پاک طائفہ صوفیان رضوان اللہ علیہم کے ہوا تو بعد بصد تلاش و استخارہ مسنون کے انبالہ شہر میں بخدمت ازبدۃ العارفین قدوۃ المتاخرین فخر المتقدمین صفدر میدان ولایت رئیس المتوکلین مصداق اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُتَوَکِّلِیْنَ مقبول بارگاہِ لم یزل مست بادۂ الست، ساقی شربت محبت الٰہی حضرت توکل شاہ صاحب محبوب الٰہی رضوان اللہ علیہ و علی صحبہ اجمعین حاضر ہو کر شرف بیعت حاصل کیا۔ تقریباً نو برس خاص خدمتِ حضوری میں رہ کر فیوضات باطنی سے مستفید ہوا۔ اور طرح طرح مجاہدات و مشاغل کی تعلیم پائی۔ علی حسب استعداد بعد وصال باللہ اور خلاص ہونے قید عنصریات سے اس گنجینۂ معانی بحر ذخار معرفت یعنی حضور موصوف الذکر رحمۃ اللہ علیہ کے بخدمت دیگر اصفیاء کرام کے حاضر ہو کر صحبت حاصل کی۔ بعد تجربہ و مجاہدہ کثیر کے ایک حالت پیدا ہوئی اور لذتِ توحید تمام بدن میں جوش زن ہوئی۔ پھر تو یہ بات قلب پر منکشف ہو گئی۔ بطور مشاہدہ عین الیقین کے نہ فقط بہ طور تقلید سماعی کے کہ تمام احکام شریعت و قرآن مجید و حدیث شریف سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ کل اسلام کا خلاصہ رضا الٰہی ہے۔ ان سب

marfat.com

مطلب یہ ہے کہ جن کاموں سے یعنی عقائد و افعال و اقوال سے ہمارا خالق و مالک و رب و حافظ و ناصر و معین راضی ہے۔ وہ باتیں حاصل کریں اور جن سے وہ مولیٰ حقیقی ناراض ہے ان سے دُور رہیں۔ پھر جن کاموں پر وہ مولیٰ راضی ہے ان کو عمل میں لاکر راضی کرنے کی کوشش میں مصروف ہوں۔ جب ہم اس کو راضی کرلیں گے تو وہ مولائے حقیقی ہم کو دنیا میں بھی راضی رکھے گا اور عاقبت میں بھی اعلیٰ درجہ کے بہشت میں مراتب اعلیٰ عنایت فرمائے گا اور اپنے دیدار سے منور فرمائے گا اور سب سے زیادہ اور اہم اور مقصود بالذات اس کے راضی کرنے والے کاموں سے وصل ذات الٰہی کا ہے کیونکہ فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے مَنْ کَانَ فِیْ هٰذِهٖۤ اَعْمٰى فَهُوَ فِی الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى (ترجمہ) یعنی جو شخص دنیا میں نابینا رہا دیدار الٰہی سے وہ آخرت میں بھی دیدار الٰہی سے نابینا ہی رہے گا۔ چنانچہ ایک دفعہ سوال کئے گئے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کہ کون شخص آخرت میں اعلیٰ درجہ والا ہوگا اور اپنے رب کے قرب میں زیادہ تر قریب ہوگا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جو دنیا میں اپنی ذات کو اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا کرے اور اپنی صفات کو خدا تعالیٰ کی صفات میں فنا کرے، پس وہ شخص سب سے زیادہ تر قرب الٰہی میں ہوگا چنانچہ اسی فنا اور وصل کی طرف ارشاد ہے ... کہ قرآن مجید و فرقان حکیم میں اللہ تعالیٰ محبت کی بھری ہوئی اور عشق کی خوشبو والی ندا فرماتا ہے فَاذْكُرُوْنِیْۤ اَذْكُرْكُمْ (ترجمہ) یعنی اے میرے بندو تم مجھ کو یاد کرو میں تم کو یاد کروں، یعنی اے میرے بندو! تم مجھ کو یاد کیا کرو تاکہ تمہارا ذکر خیر بھی ہماری بارگاہ میں ہوا کرے۔ اگر کوئی صاحب بصیرت جس کو اللہ جل شانہٗ نے تھوڑا سا تامل اور تدبر ہدایت کا عنایت فرمایا ہے تو وہ سمجھ سکتا ہے کہ یہ کیسی درد بھری ہوئی ندا ہے کہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے۔ پہلے تم مجھے یاد کرو پھر میں بھی اسی وقت تمہیں یاد کروں، یہ عاشق و معشوق بننے کا ڈھنگ اور طرز و انداز آپ ہی معلم حقیقی تعلیم فرماتا ہے اور یہ تڑپی وصل کی طرف صدا اسی سے سمجھا گیا ہے جو آگے فرمایا ہے میں تم کو یاد کروں یعنی میں تمہاری طرف متوجہ ذکر خیر کے ساتھ ہوں، کیسا عمدہ شعر معلوم ہوتا ہے ؎

چاہیئے خوبوں سے ملنا چاہیئے ۔۔۔ وہ اگر چاہیں تو پھر کیا چاہیئے

marfat.com

غور کر اے بندے! جب مولائے حقیقی تجھے خود اپنا عاشق بنانے کی تعلیم فرماتا ہے پھر تو کیوں نہیں خوش ہو کر جام عشق منہ سے لگا کر اپنے آپ کو اس کے نوش کرنے میں مصروف کرتا اور عشق الٰہی کے ساقیوں کی تلاش کر کے اور ان کے قدموں کی خاک بن کر مجاہدہ سے حاصل کر کے اور شریعت کے شربت سے ٹھنڈا کر کے نوش کرتا ہے۔ پھر اس کے نشہ میں دیدار مولیٰ کا حاصل ہو جائے گا مگر اس قدر خیال رکھنا ہوگا ؎

بر کفے جام شریعت بر کفے سندان عشق ہر ہوس ناکے نداند جام و سنداں باختن

اور جو اللہ جل شانہٗ کو محبت اپنے بندوں سے ہے اس کی بھی کیفیت سنیئے۔ کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ تجھ کو یہ وہم نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ ہم کو تو اپنی محبت کا حکم فرماتا ہے اس کو بھی ہم سے محبت ہے یا نہیں، سو اللہ تعالیٰ کو ستر حصہ زیادہ محبت ہے۔ اپنے بندوں کے ساتھ ماں کی محبت سے جو اس کو بچہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک روز قیدی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حضور میں لائے گئے۔ ان کے قتل کا حکم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صادر ہوا۔ حسب ارشاد ان کو قتل کرنا شروع کیا گیا۔ ایک عورت جوان قیدیوں میں سے تھی اس کے پستانوں سے دودھ ٹپکتا تھا کیونکہ بچہ شیرخوار اس کا گم ہو گیا تھا وہ گھبرائی ہوئی اپنے بچہ کو ڈھونڈتی پھرتی تھی۔ جب بچہ اس کو مل گیا تو اس کو چوم کر گرد سے صاف کر کے سینہ سے لگا کر ملی اور اس کے منہ میں پستان ڈالا۔ بچہ دودھ پینے لگا تو سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پر نظر مبارک جا پڑی۔ اس حالت میں حضور علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اگر اس عورت کو کہا جائے کہ تو اپنے اس بچہ کو آگ میں ڈال دے تو کیا یہ ڈال دے گی۔ اصحاب رضوان اللہ علیہم نے عرض کی یا رسول اللہ فداک ابی و امی ہرگز نہیں ڈالے گی، اس کو بچہ بہت ہی پیارا ہے تو سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ کو ستر حصہ زیادہ محبت بندہ کے ساتھ ہے۔ اس عورت کی محبت سے جو اس کو بچہ کے ساتھ ہے۔ جب ایک حصہ محبت والی نہیں چاہتی کہ اپنے بچہ کو آگ میں ڈالے تو ستر حصہ اس سے زیادہ محبت والا کب چاہتا ہے، کہ آگ میں ڈالوں اپنے بندوں کو۔ اب خیال اور فکر کا مقام ہے کہ وہ احکم الحاکمین صمدیت و رعنا جس کی ذات میں ہے وہ اس قدر محبت رکھے اور تو اے انسان محبت الٰہی میں سرگرم نہ ہو حالانکہ

marfat.com

صدا وصل کی طرف بلانے والی تجھ کو چوٹ لگا کر ہوشیار کر رہی ہے کہ اس عاشق کا تو بھی عاشق ہو۔ وہ تو نہیں چاہتا کہ تو آگ میں پڑے۔ مگر تو خود ہی اگر مرتبہ انسانی سے گر کر آگ میں پڑے تو تیری غلطی اور غفلت ہے۔ یہ اس کی کمال محبت اور رحمت کا تقاضا ہے کہ تیرے بچانے کے لئے کتب سماوی اور انبیا اور مرسل یزدانی علیہم الصلوٰۃ بھیجکر تجھ کو ہدایت کی جاتی ہے تاکہ تو اس آگ سے بچے۔ اب بھی اگر ندائے انبیا علیہم الصلوٰۃ اور امر آئے العالمین نہ سنے اور ہوشیار نہ ہووے تو تیری بہت ہی غلطی اور قصور ہے ورنہ رحمت الٰہی اور محبت الٰہی کے تو تمہیں بہت کچھ سنائے گئے ہیں۔

فصل

اب ہم یہ تو بیان کر چکے ہیں کہ غرض اسلام اور قرآن مجید اور حدیث شریف سے وصل الٰہی ہے مگر یہ مقصود فقط سماعی باتوں سے حاصل نہیں ہوتا۔ جب تک کہ کوئی کامل وسیلہ نہ پکڑا جائے اسی واسطے اللہ جل شانہٗ خود فرماتا ہے یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰہَ وَابْتَغُوْا اِلَیْہِ الْوَسِیْلَۃَ ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور اللہ کی طرف آنے کا وسیلہ پکڑو۔" اگر اللہ تعالیٰ کا وصل بغیر وسیلہ کے ہو سکتا تو ہرگز اللہ تعالیٰ وسیلہ کا ارشاد نہ فرماتا اور سب سے اول وسیلہ سید المرسلین خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حتیٰ کہ قرآن مجید بھی آپ کے وسیلہ سے ہم تک پہنچا اور حدیث شریف جو وحی خفی ہے اور وہ بھی فی الحقیقت خدا ہی کا کلام ہے۔ وہ بھی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد سے حاصل ہوئی۔ علاوہ ازیں اگر تعلیم اسلام کی طرف غور کیا جاتا ہے تو وہ بھی یہی دکھلائی دیتا رہا ہے۔ اس واسطے کہ قرآن مجید جبرائیل علیہ السلام کے وسیلہ سے آتارا گیا اور نمازوں کو جماعت کے ساتھ پڑھنے کی حضرت جبرائیل علیہ السلام نے ترتیب سکھائی۔ ایک روز پانچ وقت کی نماز اول وقت پڑھائی خود امام بن کر اور ایک روز پانچ وقت کی آخر وقت پڑھائی اور علاوہ ازیں ہر امر میں جب وحی الٰہی آتی تو جبرائیل علیہ السلام وحی لاتے تھے۔ ورنہ قرب اور وصل الٰہی تو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کو اس انتہا کے مرتبہ کا تھا کہ وہاں تک رسائی کسی کو ممکن نہ تھی۔ چنانچہ وارد ہے:

لِیْ مَعَ اللّٰہِ وَقْتٌ لَا یَسَعُنِیْ فِیْہِ مَلَکٌ مُّقَرَّبٌ وَّلَا نَبِیٌّ مُّرْسَلٌ (ترجمہ) میں اللہ کے

marfat.com

کے ایک وقت ایسا قریب ہوتا ہوں کہ وہاں نہ گنجائش نبی مرسل کی ہے اور نہ وہاں کسی فرشتہ مقرب کو۔ اور اس پر یہ حدیث شاہد ہے: اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِی (ترجمہ) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا کیا اور جبرائیل نورِ محمدی کا ایک کرشمہ ہے۔ فقط وسیلہ کی تعلیم کے واسطے یہ باتیں وقوع میں آئی ہیں کیونکہ یہ دنیا عالم اسباب ہے ورنہ حقیقت محمدیہ پر مجموعہ جمیع حقائق کا ہے اور سب سے اوّل اور اعلیٰ ہے۔ وہاں تک جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل علیہم السلام کو عروج نہیں ہے اگرچہ یہ مقربین ملائک ہیں مگر جو مقام حقیقت محمدیہ کو قرب الٰہی میں ہے جس کو تعین اول سے تعبیر کر سکتے ہیں اور صوفیہ کرام وحدت وجود والے مظہر اوّل سے یہ سب سے اول ہے وہاں تک عروج تو کیا بلکہ یہ ملائک وہاں کے اتصال سے بھی ورے ہیں، یہ تمام اسباب محض واسطے تعلیم مخلوق کے ہیں۔ کیونکہ اشارہ اس طرف ہے کہ یہ جہان عالم خلق عالم اسباب سے مہیا ہے بغیر اسباب کے کوئی کام حاصل نہیں ہوتا اور بعض لوگ خواند اور ناخواندہ بھی اس کا اعتبار کر کے جواب دیتے ہیں کہ میاں ہم کو قرآن شریف اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کافی ہے اور یہی وسیلہ ہے اور قرآن وحدیث سے بڑھ کر اور کوئی وسیلہ نہیں۔ عوام الناس بھی اس دھوکے میں آ کر ان کے ساتھ اس جرم میں جو بے نصیب کہنے والا نعمت قرب الٰہی سے ہے شریک ہو جاتے ہیں۔ اب ہم ان سے یہ سوال کرتے ہیں بہت ادب اور نرمی سے کہ قرآن شریف اور حدیث شریف ہی فی الحقیقت وسیلہ ہے اور انہی سے امر و نہی حاصل ہوتا ہے۔ بلاشک ہم بھی مانتے ہیں مگر کسی بندے پڑھے ہوئے سے نہ پڑھانا ورنہ اتباع قرآن و حدیث کا نہ ہوگا اور نہ یہ وسیلہ رہے گا بلکہ اتباع اسی پڑھانے والے کا ہوگا۔ ہاں البتہ قرآن مجید وحدیث شریف خود بہ نفس نفیس ہم سے ہمکلام ہو کر ناصح اور واعظ ہو کر تعلیم احکام الٰہی کی کرے تو ہم بھی البتہ مان لیں گے۔ اب اور کہیں نہ جائیں گے اور کسی سے پوچھنے کی ضرورت بھی نہ رہے گی اور اگر اتباع قرآن اور حدیث کا دعویٰ کیا اور وسیلہ بھی ترک کیا جب قرآن وحدیث پڑھ کر سنانے لگے تو لغت کی ضرورت پڑی اور صراح قاموس وغیرہ کو دیکھا اگر پڑھنے والا کم علم ہے اور کسی قدر اردو پڑھا ہوا ہے تو ترجمہ دیکھے گا اور اگر وہ بالکل نا منجار ہے تو وہ

marfat.com

کہے گا کہ فلاں مولوی خوب پڑھا ہوا ہے. اس نے یہ مسائل بیان کئے تھے. افسوس، صد افسوس۔

ع بریں عقل و دانش بباید گریست

تو بھی وسیلہ کی طرف دوڑا۔ کہیں ترجمہ ہے کہیں لغت ہے. کہیں مولوی ہے۔ اگر بلا وسیلہ ہم کو قرآن و حدیث سے باتیں کرا دیتے تو بیشک ہم بھی مان لیتے تو اب ہم تمہیں بتائے دیتے ہیں کہ وسیلہ عقلاً و نقلاً ضروری ہے سوائے اس کے خدائے تعالیٰ تک رسائی تو کجا خدا کے راستے کا علم بھی ناممکن ہے۔ اسی واسطے اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے:

فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ (ترجمہ) جاننے والوں سے پوچھو اگر تم نہیں جانتے۔ اب اہل ذکر سے پوچھنے کا۔ اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے باوجود اس کے کہ قرآن شریف اور حدیث شریف بھی موجود ہے پھر بھی اہل ذکر سے دریافت کرنے کے سوا ہرگز اسلام نہیں حاصل ہو سکتا۔ آیت تو ہم پیش کر چکے ہیں۔ حدیث شریف اور آثار صحابہ رضوان اللہ علیہم بھی ہم پیش کرتے ہیں. شاید کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو راہِ راست پر لاوے۔

جب سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کا وصال پاک ہوا تو بعد وصالِ پاک آپ کے قرآن مجید بھی موجود تھا اور احادیث متداولہ فی زمانہ اس سے دو چند سہ چند زیادہ اصحابوں کے یاد تھیں۔ اب تو حدیثیں بہ سبب رواۃ ثقہ اور عدم ثقہ کے ضعیف اور قوی بھی ہو گئی ہیں مگر اس وقت کل احادیث صادقہ تھیں اور کسی میں احتمال کذب کا بھی نہ تھا کیونکہ ہر ایک صحابی نے زبان مبارک رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہوا تھا اور بیعت بھی ہر ایک نے سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بارہا کی ہوئی تھی اور اللہ تعالیٰ بھی فرما چکا تھا اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ (ترجمہ) آج کے دن میں تمہارا دین کامل کر چکا ہوں اور نعمتیں تمام دے چکا ہوں کوئی بات دین کی باقی نہیں۔ پھر افضل البشر بعد الانبیا بتحقیق عبد اللہ ابا بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو منبر مسند محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم پر بٹھایا اور ہر ایک نے خلافت و بیعت توحید کی کی۔ اگر سوائے وسیلہ کے کوئی وجہ ہو سکتی تو اصحابہ کہتے کہ قرآن شریف اور حدیث شریف ہمیں کافی ہے کچھ بیعت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ضرورت نہیں بلکہ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِتَّبِعُوْا بِالَّذِيْنَ مِنْ بَعْدِيْ اَبُوْ بَكْرٍ وَعُمَرَ

(ترجمہ) میرے بعد ابا بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی تابعداری کرو۔ اور فرمایا اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہدیتم (ترجمہ) اصحاب میرے مثل ستاروں کے ہیں جس کی تابعداری کرو گے ہدایت پاؤ گے۔ ستاروں کے ساتھ صحابہ کی مثال دینے کی یہ وجہ ہے کہ رات کو جب قافلے سفر کی حالت میں ایسے جنگل میں جاتے ہیں کہ جہاں راستہ نہیں ملتا اور راستہ بتانے والا بھی کوئی نہیں ملتا تو قافلے والے ستاروں سے معلوم کرتے ہیں کہ یہ مشرق ہے اور یہ مغرب ہے یہ شمال ہے اور یہ جنوب ہے اور جہاں جانا ہوتا ہے وہاں کا ہر پتہ معلوم ہو جاتا ہے جیسا کہ یہ معمول ہر زمانہ میں چلا آتا ہے کہ رات کو ستاروں سے جہت اور پتہ معلوم ہو جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح اصحابی بھی میرے ہیں کہ ان کے نور ہدایت کی روشنی مثل ستاروں کی روشنی کے چمکتی ہے ان کے افعال اور اقوال اور عقائد کے طریقے پر تم بھی چلو تو ہدایت پا جاؤ گے کہ یہ بعینہ اقتدار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ اب ہم پھر اس پہلے مسئلہ کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کے اختتام پر بھی اکتفا نہ ہوا بلکہ بعد وصال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفہ بنایا اور اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین خلیفہ کے حکم کی تابعداری رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تابعداری سمجھتے تھے۔ علیٰ ہذا القیاس حضرت ذوالنورین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ بھی خلیفہ ہوئے اور جب کہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کا صفین کی جنگ میں حضرت معاویہؓ سے مقابلہ ہوا تو بعض اصحاب دونوں صفوں کے درمیان میں قرآن مجید لے کر کھڑے ہو گئے کہ یہ قرآن مجید فیصلہ کرے گا جنگ سے باز رہو۔ حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا القرآن اصم یعنی کہ قرآن مجید زبان نہیں رکھتا کہ بولے، پڑھنے والے اس کو پڑھ کر سنا دیں تو فیصلہ ہو سکتا ہے، اب ہم کچھ تھوڑی سی اس کی حقیقت بیان کرتے ہیں کہ یہ نقوش و حرف قرآن مجید کے کاغذوں پر لکھے گئے ہیں اور یا لکھے جاتے ہیں اور کلام قدیم پر دلالت کرتا ہے اور کلام قدیم کی معانی کا تعلق ان سے ہے سو وہ مورد معانی کلام قدیم کا محل سینۂ مومنین کا ہے۔ اس کی حقائق معرفت اور اسرار توحید اور تصرفات باطن اور انکشاف انوارات رضائے الٰہی اہل اسلام کے سینہ میں وارد ہو کر اوروں کو اس

صاحب صدر کی زبان یا توجہ قلبی یا روحی تاثیر سے ہدایت بطور عکس یا القا یا اتحاد ہوگی۔ ورنہ اگر کلامِ مجید نہ خود پڑھے نہ کسی سے خود سمجھ سکے تو کوئی تاثیر نہیں ہونے کی۔ اگرچہ مدت تک اپنے گھر میں رکھے یا بغل میں دبا رکھے یا اس کی طرف دیکھتا رہے تو ان باتوں سے کامیاب نہیں ہونے کا بلکہ ایک قسم کے حجاب کی آڑ میں آکر مقصود اصلی سے باز رہے گا۔ اور اگر یہ کلام مجید اور کلمۃ التوحید کسی کامل سے سیکھے تو تجھ کو وصل الٰہی کا مزہ حاصل ہو جائے گا چنانچہ ایک بزرگ کی حکایت ہے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا کہ مجھ کو نام الٰہی کی تعلیم کرو تاکہ خوف الٰہی اور محبت الٰہی میرے قلب میں وارد ہو۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ تم نماز پڑھا کرتے ہو۔ کہا ہاں، بزرگ نے فرمایا کب سے پڑھتے۔ اس کے جواب میں اس شخص نے کہا جب سے میں بالغ ہوا ہوں نماز تو میں نے ترک نہیں کی۔ بزرگ نے فرمایا وضو کر کے پڑھا کرتے ہو۔ اس شخص نے جواب دیا کہ بھلا حضرت کہیں بلا وضو بھی نماز پڑھی جاتی ہے۔ بزرگ نے فرمایا کہ پھر تجھے نماز میں فنا اور استغراق دریائے نور وحدت میں نہیں ہوتا۔ اس شخص نے جواب دیا کہ میں تو اس کی نشانی بھی نہیں جانتا بلکہ مجھے تو لذت بھی کبھی نہیں آئی۔ تو بزرگ نے فرمایا کچھ پڑھے ہوئے بھی ہو۔ اس شخص نے جواب دیا کہ تحصیل علم تو پوری کی ہوئی ہے بلکہ میں نے مدت تک کتابیں بھی پڑھائی ہیں۔ وہ بزرگ متعجب ہو کر فرمانے لگے کہ میں تو بہت پڑھا ہوا بھی نہیں ہوں، یہ کیا وجہ ہے کہ تم اہل علم کو بھی لذت نہیں آتی۔ اس بزرگ نے بہت دیر کے بعد تامل کر کے فرمایا کہ بھلا وضو کے فرائض یاد ہیں۔ اس شخص نے عرض کیا کہ ہاں چنانچہ اسی وقت اس نے مع سنن فرائض و واجبات و مستحبات بیان کئے۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ وضو تو کرو۔ جب اس شخص نے وضو کیا تو بہت سی سنن اور مستحبات دعائیں ترک کیں۔ اس بزرگ نے یہ دیکھ کر اس کو کہا کہ ایسا وضو کرو جیسا سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے۔ اس شخص نے پھر وضو کیا اور تمام فرائض اور سنن اور مستحبات اور دعائے ماثورہ پوری ادا کیں۔ اس بزرگ نے فرمایا کہ کچھ تجھے لذت آئی ہے اس وضو کرنے میں۔ اس نے کہا کچھ تھوڑی سی لذت آئی ہے۔ پھر اس بزرگ نے فرمایا کہ قلبی طہارت کا خیال کرو اور توجہ الی اللہ کر یعنی اے اللہ تو پاک ہے مجھ کو پاک کر تاکہ میں تیری درگاہ میں حاضر ہوں۔ پھر اس بزرگ نے خطرات ظاہری و باطنی سے توبہ کرائی۔ جب اس نے توبہ کی

marfat.com

بزرگ کے ہاتھ پر ان الفاظ مذکورہ سے تو اس کو فوراً استغراق اور فنا شروع ہوگئی اور جذب طرف نام الٰہی کے ظاہر ہونے لگا۔ پھر اس بزرگ نے فرمایا کہ اب نماز پڑھ۔ پھر جب وہ نماز پڑھ چکا تو بعد فراغت کے بہت افسوس کیا اور رویا۔ لوگوں نے سبب رونے کا دریافت کیا تو اس نے جواب دیا کہ یہ سب چیزیں میں پہلے ہی جانتا تھا مگر مجھے ایسی لذت کبھی نہیں آئی جو اس بزرگ کے سادے لفظوں سے جذب نام الٰہی کا حاصل ہُوا۔ اور لذت روح و قلب کو حاصل ہوئی ذوق اور شوق بھڑکنے لگا۔ سو اس ضائع شدہ عمر کو روتا ہوں کہ میں نے کامل کی تلاش کیوں نہ کی ؎

کاملوں سے ملتا ہے یہ جوہر میاں کاغذوں میں ہے بھلا یہ ہمت کہاں

اور مولانا روم فرماتے ہیں ؎

صد کتاب و صد ورق در نار کن جان و دل را جانب دلدار کن

میں خوب جانتا ہوں کہ بعض کم علم میری اس تقریر کو پڑھ کر یا سن کر رنجیدہ ہوں گے لیکن اگر غور کر کے اور انصاف کی نظر سے نظر کر کے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں گے تو خوب سمجھ جاویں گے ورنہ نفس کے پھندے میں پھنس جاویں گے۔ غور کر اے بندے اللہ کے کہ یہ عالم اسباب ہے اس میں جو چیز طلب کرے تو اس کے اسباب کی طرف متوجہ ہو سو اللہ تعالیٰ اس پر نتیجہ مرتب کرے گا۔ اگرچہ مؤثر حقیقی ہر ایک سبب اور مسبّب میں۔ اللہ جل شانہٗ ہی ہے اس کے سوا اور کوئی تاثیر کرنے والا نہیں۔ اور اگر کسی چیز میں مؤثر حقیقی بالذات سوائے اللہ جل شانہٗ کے تصور کیا جاوے تو یہ شرک ہے۔ العیاذ باللہ وہ ایک وحدہٗ لاشریک ہے اور ہر ایک سبب اور مسبب میں تاثیر کرنے والا ہے۔ اس کے سوا دوسرا ممتنع بالذات ہے مگر تو مکلف ہے معرفت کا۔ ان کے حجاب میں نہ پڑ بلکہ ان کو پھاڑتا ہُوا مؤثر حقیقی کو مل — وہی حقیقت الحقائق ہے البتہ اس قدر سبب پہلے ضرور مہیا کر جس سے اللہ جل شانہٗ کی محبت اور معرفت کی طرف تیری رُوح اور قلب بلکہ تمام بدن کو کشش ہو اور فیضانِ ذات جامع صفات کا مورد ہو کر اس امانت کا جو تو مکلف ہے وہ تیرے قلب میں سرایت کر کے تیرے دل کی جڑ کو نور ہدایت سے سرسبز کرے۔ پھر تجھ کو قرآن مجید اور حدیث شریف کے معنوں کی

marfat.com

کیفیت باصواب حاصل ہو جائے گی۔ جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے :۔
اِنَّ الْاَمَانَۃَ نَزَلَتْ فِیْ جَذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ ثُمَّ عَلِمُوْا الکتاب ثُمَّ عَلِمُوْا السُّنَّۃَ (ترجمہ) تحقیق امانت پہلے آدمیوں کے دل کی جڑ میں اترتی ہے۔ پھر قرآن مجید جان لیتے ہیں اور پھر سنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی جانتے ہیں۔ اے طالب مولیٰ یہ وہ امانت ہے جس کا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ذکر فرماتا ہے کہ میں نے زمین اور آسمان کے پیش کی انکار کیا انہوں نے اس کے اٹھانے سے اٹھایا اس کو انسان نے بڑا ظالم اور جاہل ہے کہ ایسے بار کو اٹھایا ہے اب اس میں سستی نہ کر اور وعدہ خلافی نہ کر، ہوشیار ہو فی الحقیقت تیری ہی شان ہے کہ تو اس کو ادا کرے۔ مگر یقین کر کہ کامل کی صحبت کے سوا بہت مشکل ہے اس کی حلاوت سے متلذذ ہونا اور یہ امانت قلوب اولیا اور آئمۃ الہدیٰ میں صدر بعد صدر چلی آتی ہے، ان سے یہ حاصل کر کہ وہ تیرے دل کی جڑ کو ہری کرے پھر تجھے قرآن مجید اور حدیث رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سمجھنے کا علم باصواب آجاوے گا اور سوائے اولیائے کاملین کے قدموں کی خاک بننے کے ان کے پیروکار ہونے کے اس امانت سے بے نصیب رہے گا اور جھگڑے میں عمر صرف کر کے دست تاسف ملتا ہوا اس دار فانی سے رخصت ہو جاوے گا۔

سدا دَور دوراں دکھاتا نہیں   گیا وقت پھر ہاتھ آتا نہیں

اب میں اس سے آگے کاملوں کے آداب اور ان کی محبت جو قرآن اور حدیث سے ثابت ہے ان کا ذکر کرتا ہوں۔ کیونکہ اس امانت کا حاصل کرنا موقوف ہے اوپر ادب اور محبت کاملین کے اس واسطے اس کو احاطہ تحریر میں لاتے ہیں لَعَلَّ اللّٰہَ یَنْفَعُ بِھَا الْمُؤْمِنِیْنَ

فصل

نیچ بیان کرنے آداب اہل اللہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے سب سے پہلے خود اللہ جل شانہٗ کمال ادب کی طرف اشارہ لطیف نہایت بلاغت اور فصاحت کے ساتھ فرماتا ہے :۔
یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوْا ط وَ لِلْکٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ہ (ترجمہ) اے ایمان والو! لفظ راعنا مت کہو اور انظرنا

کہو۔ غور سے سنو کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔ (پارہ ۱ سورہ بقرہ)
اس کی تفسیر میں دو روائتیں ہیں۔ ایک ابونعیم رضی اللہ عنہ نے دلائل میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ مسلمان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتے راعنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی رعایت کیجئے ہماری یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مطلب یہ ہوتا کہ جو کچھ ارشاد فرمائیے آہستہ اور وضاحت کے ساتھ فرمائیے تاکہ ہم اچھی طرح سمجھ لیں اور ابن منذر رضی اللہ عنہ نے یہ روایت کی ہے کہ مومنین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کر کے راعنا اس وقت کہتے تھے جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہوتا تھا اس صورت میں راعنا مشتق مراعات سے امر ہوتا ہے۔ اب اس لفظ میں تین معنی برائی کے پیدا ہوتے تھے۔ اوّل یہودیوں کی بولی میں گالی تھی اور اگر رعونت سے مشتق سمجھا جاوے تو اس کے معنی نادان متکبر کے ہوتے ہیں، تیسرے معنی یہ ہیں کہ راعی چرواہے کو کہتے ہیں۔ اور راعنا کے معنی یہ تھے ہمارا چرواہا۔ تو اس کے چار معنی تھے اور مسلمان یہ رعایت کے معنوں میں لے کر کہا کرتے تھے۔ اور جو قبیح معنی تھے ان کی طرف دھیان نہ کیا تھا اور یہودی قبیح معنی لے کر بولتے تھے اللہ جل شانہ نے منع فرمایا کہ راعنا لفظ ہی چھوڑ دو اور اس کی جگہ انظرنا کہا کرو اور انظرنا اور راعنا جو رعایت کے معنی میں ایک ہیں مگر جو معنی قبیح راعنا میں تھے وہ انظرنا میں نہیں۔ اس واسطے انظرنا کہا کرو۔ اب مطلب اس کے بیان کرنے سے یہ ہے کہ ادب میں جو لفظ قبیح معنی میں بھی ہو اور نیک معنی میں بھی اور نیک معنی مراد لے کر بولا جاوے تو یہ خلاف ادب ہے۔ لفظ اور معنی ایسے آداب میں حضرت کے بولے جاویں کہ ان میں احتمال بھی معنی قبیح کا نہ ہو۔ تب تو ادب ہے ورنہ بے ادبی میں شامل ہے اور اللہ جل شانہ نے افعال و حرکات و سکنات کے بارے میں ادب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ کے اصحاب کو تعلیم فرمایا ہے۔ اس آیت شریفہ میں یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝ (ترجمہ) اے ایمان والو! اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کرنے کے وقت اپنی آواز کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو یعنی اس آیت شریف میں نہایت ہی

marfat.com

ادب کا مامور کیا ہے۔ بندۂ مومن کو کیونکہ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اے ایمان والو! اپنے آپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایسا عاجز اور فروتن کرو کہ آواز تک بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے بلند نہ کرو جیسا کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے کلام کرتے وقت آواز بلند کرتے ہو۔ اس واسطے کہ یہ بھی ایک ایسی بے ادبی ہے کہ جس سے تمہارے سب اعمال ضائع ہو جائیں گے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو گی۔ جاننا چاہیئے کہ یہ درجہ انتہا ادب کا ہے اور یہ آیت مشعر اس طرف ہے کہ جب ادب عقائد اور اقوال و افعال میں ہو گا تب مومن فیضانِ نبوّت سے بہرہ مند ہو سکتا ہے ورنہ کوئی صورت حاصل کرنے فیضان نبوت کی نہیں ہے ایسا ہی ان لوگوں کا ادب کیا جاویگا جو کہ آپ کے نائب ہیں اور مسند ارشاد نبی پر اشاعت اور اجرائے امانت میں مشغول ہیں اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے گا، وہی طریق ادب کا جو اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم کیا گیا ہے ان کے ساتھ برتا جائیگا تب فیضان حاصل ہو گا۔ ورنہ اس فیضان سے بے بہرہ رہ کر لفظی بحث میں عمر گزار کر حلاوت ایمانی سے بے بہرہ رہ کر اس دار فانی سے رخصت ہو گا۔ ہاں البتہ اس قدر ضرور ہے کہ حفظِ مراتب کا لحاظ رہے کہ وہ آداب سید المرسلین کے ہیں اور یہ آداب اولیائے کرام کے ہیں جن کی اب ضرورت ہے مگر طریق وہی رہے گا۔ یہ ادب ایسی نعمت ہے کہ اگر خواب میں بھی کیا جائے تو بھی نعمت ہے۔ یہ ادب کرنے والا بہرہ مند ہو جاتا ہے۔ چنانچہ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح میں منقول ہے کہ کسی نے آپ سے سوال کیا کہ حضرت علم فقہ کا اللہ تعالیٰ نے آپ کو کمال درجہ عنایت فرمایا ہے۔ یہ کون سے عمل کے بدلے عنایت ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے اوائل عمر میں جب قرآن مجید حفظ کیا تو بہت لوگ میری قرأت قرآنی کو سننے آتے تھے اور میں بھی بہت شوق و ذوق سے تلاوت کیا کرتا تھا ایک رات میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت آدم علیہ السلام تشریف لائے ہیں اور مجھے فرماتے ہیں کہ میں بھی تمہارے قرآن مجید سننے کا شائق ہوں قرآن سناؤ۔ میں نے حسب ارشاد پڑھنا شروع کیا، پڑھتا پڑھتا جب اس آیت پر پہنچا وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى (ترجمہ) نافرمانی کی آدم (علیہ السلام) نے اپنے رب کی پس گمراہ ہو گیا۔ تو میں نے فوراً یہ آیت چھوڑ دی اور اس سے آگے پڑھنے لگا تو اس وقت حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا اے بیٹا ٹھیر، ایک مسئلہ پہلے بتا دو

marfat.com

پھر پڑھیو۔ میں نے عرض کیا کہ حضرت کیا مسئلہ ہے۔ آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص قرآن مجید پڑھتا پڑھتا کچھ آئتیں چھوڑ کر آگے جاکر پڑھنا شروع کرے تو اس کو گنہگار کہا جاوے گا یا نہیں۔ حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ یا حضرت وہ شخص بڑا سخت گنہگار ہوتا ہے تو حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم نے پھر کیوں یہ آیتیں چھوڑ کر آگے پڑھنا شروع کیا حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے شرم آئی اور بے ادبی معلوم ہوتی تھی کہ میں آپ کے سامنے آپ کا حال پڑھوں۔ حضرت آدم علیہ السلام اس جواب سے خوش ہوئے اور مجھ کو سینہ سے لگایا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھ کو کنجیاں علم فقہ کی عنایت فرمائی ہیں اور برکت کرے اللہ تعالیٰ تمہارے علم میں۔ چنانچہ فرمایا حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ اس خواب سے جب میں بیدار ہوا تو میرے قلب میں علم کی نہریں جاری تھیں اور مجھ کو یقین ہو گیا کہ یہ نتیجہ حضرت آدم علیہ السلام کی دعا کا ہے اور دعا بسبب اس ادب کے حضرت آدم علیہ السلام سے وقوع میں آئی۔

ادب تاجیست از لطف الٰہی   بنہ بر سر برو ہر جا کہ خواہی

اس خاکسار نے جو یہ دو آیتیں بیان کی ہیں یہ فقط بطور نمونہ ہیں ورنہ اسلام کل ہی ادب سے بھرا ہوا ہے کیونکہ اگر غور کی نگاہ سے دیکھے تو تجھ پر یہ امر واضح ہو جاوے گا کہ یہ امر واقعی درست اور بجا ہے۔ اس واسطے اب ہم تھوڑی سی تفصیل ادب کی بیان کرتے ہیں کہ کس طرح کل اسلام ادب سے بھرا ہوا ہے۔ سُن اوّل اس کی طرف غور سے نظر کر کہ نماز ستونِ دین ہے جس نے نماز کو قائم کیا اس نے دین کو قائم کیا اور جس نے نماز کو قائم نہ کیا اس نے دین کو گرا دیا العیاذ باللہ اب نماز میں کس قدر ادب ہے۔ ذات الٰہی کی حضوری کے واسطے کہ وہ ذات جس کی حضوری میں تو حاضر ہونا چاہتا ہے وہ پاک ہے تو بھی پاک کے پاس پاک ہو کر جا۔ ورنہ حضوری میں منظوری نہ ہوگی۔ پہلے تمام بدن پاک کر اور وضو کر کپڑے بھی پاک پہن جگہ بھی پاک ہو کھڑا ہو۔ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو اور نیت دل سے کر اور ہاتھ کان تک لے جا کر تکبیر کہہ گویا کہ تو یہ کہہ رہا ہے کہ میں ماسوائے اللہ سے بیزار ہوا جیسا کہ مثل مشہور ہے کہ فلاں کام سے میں نے کان پکڑا تو مراد اس سے بیزاری ہوتی ہے۔ پھر ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو فقط اسی پر اکتفا نہ کر بلکہ جس کے سامنے کھڑا ہے اب اس کی حمد و ثنا بیان کر۔ جب حمد و ثنا سے فارغ ہو تو رکوع

marfat.com

ہیں جُھک بڑے خشوع و خضوع سے ۔ بعد رکوع او ر قومہ کے۔ پھر سجدے میں جا ایسے طور پر جیساکہ کوئی مجرم حاکم کے پاؤں میں بہت عاجزی سے گر جاتا ہے ایسا ہی تو بھی حضور الہٰی میں خشوع اور خضوع سے اپنے مالک کے سامنے سجدہ میں گر۔ پھر بعد فراغت سجدات کے التحیات میں بیٹھ۔ اب خیال کر کہ یہ بیٹھک کیسی مؤدب ہے کہ کوئی عضو اس میں سُست نہیں رہتا ہے۔ بلکہ ہر ایک عضو ہوشیار ہو کر حضور الہٰی کی طرف متوجہ رہتا ہے اور وہ نماز جو التحیات سے پہلے ادا کر چکا ہے اس کو حضور الہٰی میں تحفہ رکھنا اسی کا نام التحیات ہے۔ پھر کیا خوش قسمتی ہو کہ ذات الہٰی سے قَبِلْتُ (یعنی قبول کی اے بندے میں نے تیری نماز م) کی ندا سنائی دے۔ اب یہ تمام حالتیں ادب کی طرف مُشعِر ہیں اگرچہ یہ ارکان اسلام ہیں۔ مگر لباس ادب میں ادا کئے جاتے ہیں اور باطنی ارکان بھی اگرچہ پوشیدہ ہیں مگر وہ بھی لباس ادب میں ملبوس ہیں جیساکہ قلب کو خطرات غیریت سے پاک کرنا اور صرف ذات کی طرف دل لگانا جیساکہ فرمایا ہے سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم نے اخلاص یہ ہے کہ ایسے طور پر نماز پڑھ گویا کہ تو خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اگر یہ تجھ میں طاقت نہیں تو یہی خیال کر اللہ جل شانہ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اگر دونوں باتوں میں سے کوئی بات تجھ میں نہ ہو تو خلوص نہیں ہے واضح ہو کہ یہ مسائل جو ذکر کئے گئے ہیں یہ فقط اس واسطے ہیں تاکہ ناظرین یہ نہ کہیں کہ راقم نے یہ آداب کا مسئلہ اپنی طرف سے تراشا ہے۔ لہٰذا ثابت ہو گیا کہ مسئلہ آیت قرآنی سے ہے اور تمام ارکان اسلام میں ادب بھرا ہُوا ہے۔ ہاں اس قدر فرق ضرور ہے۔ یہ نماز میں آداب الہٰی ہیں اور امت پر آداب سید المرسلین اور بعد آپ کے اہل اللہ کے بارہ میں آداب المسترشدین ہوں گے۔ اب یہ خیال ضرور رکھنا چاہیئے کہ جو آداب الہٰی ہیں ان میں بندہ کو شریک نہ کرے ورنہ شمہ شرک ہو جائے گا۔ حفظ مراتب کا خیال ضرور ہی رکھنا پڑے گا۔ اب جو آداب اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین حبیب رب العالمین صلے اللہ علیہ وسلم کے بجا لائے ہیں۔ ان کے بھی چند نظائر بیان کئے جاتے ہیں اوّل تو یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ کا ادب بیان ہونا ناممکن ہے کیونکہ آپ مبعوث فقط آدم اور جن ہی کی طرف نہ تھے۔ بلکہ ہر شجر و ہر حجر و ہر حیوان کی طرف تھے۔ اگر آداب بیان کئے جائیں تو کسی قدر بنی آدم یا جنات کے آداب بیان ہو سکتے ہیں اور جو آداب سوائے ان دونوں کے حجر اور شجر وغیرہم کی طرف سے وقوع میں آئے ہیں وہ بالکل بیان

marfat.com

نہیں ہو سکتے کیونکہ ان کی جزیات کا احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے۔ اب اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ حال تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اگر رطوبت ناک مبارک سے بھی ڈالتے تو اصحاب ہر ایک ہاتھ پھیلائے ہوتا تھا اور ہر ایک کی خواہش قلبی یہی ہوتی تھی کہ یہ شرف میرے ہاتھ کو ہو۔ چنانچہ ہاتھوں ہاتھ اس رطوبت کو لیتے تھے اور اس سے برکت حاصل کرتے تھے۔ اسی طرح ایک دفعہ حضور علیہ السلام نے سر مبارک کے بال کتروائے تو ہر ایک اصحابی ان کے لینے کا خواہشمند تھا چنانچہ حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ مبارک سے خود تقسیم کر دیئے۔ اسی طرح ایک اور روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خون نکلوایا اور ایک اصحابی کو فرمایا کہ اس کو کسی محفوظ جگہ میں دفن کر آ۔ اس اصحابی نے لے جا کر پی لیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت کیا تو عرض کیا کہ بہت عمدہ جگہ میں دفن کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کیسی جگہ ہے وہ۔ عرض کیا کہ میں نے اس کو پی لیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ کو کبھی درد شکم نہ ہوگا چنانچہ یہ نشانی اس کی اولاد تک رہی کہ اس کی اولاد میں درد شکم کبھی نہیں ہوا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ایک اصحابی کو کفار نے بہت مارا اس بات پر کہ تو دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عود کر اور اپنی زبان سے محبوب رب العالمین کے خلاف شان کہہ۔ مگر اس اصحابی نے اس بات کو قبول تو کیا کرنا تھا اس طرف متوجہ بھی نہ ہوا گویا کہ اس نے یہ بات سنی بھی نہیں۔ جب کفار نے اس کی یہ حالت دیکھی تو اس کو کنوئیں میں لٹکا دیا اور اس کو مارنے لگے مگر وہ عاشق رسول اپنی زبان کو کلمہ توحید پر قائم رکھ کر ثابت قدم دلیرانہ ہو کر ادب حضرت میں مؤدب تھا اور اپنی زبان کو اسی پر حرکت دے رہا تھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کچھ دیر کے بعد اسی حالت میں واصل باللہ ہوا جب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا کہ وہ اصحابی اس حالت میں مارا گیا ہے تو فرمایا کہ وہ آخرت میں سید الشہداء ہوگا۔ اسی طرح ایک اور روایت ہے کہ ایک عورت جس کا نام سمیہ تھا۔ ابتدائے اسلام میں ایمان لائی تھی حالانکہ اس وقت مسلمان کفار کے خوف کی وجہ سے پوشیدہ رہتے تھے۔ سمیہ کے ایمان لانے کی خبر جب ابوجہل کو پہنچی تو وہ پہلے ہی اہل اسلام پر تشدد کیا کرتا تھا۔ سمیہ کو بھی اس نے بلا کر بہت مارا کہ تو اسلام سے عود کر مگر سمیہ نے نہ مانا بلکہ اس کے سامنے اظہار اسلام کیا۔ ابوجہل اس بات سے بہت بھڑکا اور سمیہ کو

marfat.com

سخت مارنا شروع کیا۔ جب سمیّہ کے چوٹ لگتی تھی تو بجائے لفظ ہائے ہائے کے یہ لفظ منہ سے نکالتی تھی اٰمَنْتُ بِرَبِّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یعنی ایمان لائی میں رب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر) یہ سن کر وہ نابنجار اور چڑا اور طرح طرح کی ایذائیں دے کر مارنے لگا مگر وہ معصومہ حلاوت ایمانی میں محو ہو چکی تھی۔ وہ ہرگز اسلام سے رجوع نہیں کرتی تھی بلکہ وہ بار بار یہی کہتی تھی کہ آگ میں جلنا قبول کروں گی مگر دینِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز نہیں پھروں گی۔ جب اس لعین نے یہ لفظ سنا تو مارے غصہ کے ایک تیز نیزہ اس مرحومہ کے اندام نہانی میں ایسا مارا کہ وہ چیرتا ہوا سینہ سے حلق تک آنکلا۔ اس وقت اس معصومہ کے منہ سے یہ آواز آئی وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ قَدْ فُزْتُ یعنی قسم کعبے کے رب کی کہ میں اپنے اصلی مقصود کو پہنچ گئی ہوں یعنی قیدِ عنصریات سے خلاصی پاکر ظل نبوت سے واصل ہوتی ہوئی نور وحدت سے جا ملی۔ ایک راوی نقل کرتے ہیں کہ جب وہ سمیّہ کا سر کٹنے لگا تو اس وقت یقین ہو گیا تھا کہ سمیّہ واصل باللہ ہو چکی ہے مگر اس وقت بھی سمیّہ کے سر سے تین بار یہی آواز آئی وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ قَدْ فُزْتُ قربان اے مودبان عاشقان محمد صلے اللہ علیہ وسلم جان دے کر میدانِ عشق میں بازی جیت لے جانے والے یہ جانبازوں کا کام ہے ؎

عاشقوں پر تیغ تیری تیز ہے ۔۔۔۔ ملک الفت میں ترے خوں ریز ہے

یہ اشعار حضرت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ عشق کی تعریف میں فرماتے ہیں ؎

مرحبا اے عشق خود سودائے ما ۔۔۔۔ اے طبیب جملہ علت ہائے ما
اے تو افلاطون و جالینوس ما ۔۔۔۔ اے دوائے نخوت و ناموس ما
ہر کرا جامے ز عشقت چاک شد ۔۔۔۔ او ز کلی حرص و غیبت پاک شد

رومی

اے بعض مردوں سے بہتر میدانِ عشق میں ثابت قدم رہ کر مقام عالیہ طے کرتی ہوئی واصل باللہ ہونے والی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اور سفر السعادت میں حدیث شریف ہے کہ جب سیّد المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم صحرا میں تشریف فرما ہوتے تو حشرات الارض یعنی جو جانور زمین میں رہتے ہیں مارے محبت اور ادب کے دامن مبارک سے لپٹ جاتے تھے اور چومتے تھے اور اسی طرح اگر درختوں کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاتے تو مع جڑوں کے درخت حاضر ہوتے

marfat.com

تھے اور پتھریوں نے باوجود بے زبان ہونے کے کلمہ شہادت پڑھ کر گواہی دی اور ستون حنانہ آپ کی محبت میں بہت رویا جب کہ سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم منبر پر وعظ فرمانے لگے کیونکہ پہلے آپ اس کے ساتھ پشت مبارک لگاکر وعظ فرمایا کرتے تھے جب پشت مبارک اس کے ساتھ نہ لگائی تو اس کو وصل رحمتہ للعالمین کا حاصل نہ ہوا تو آپ کے فراق میں بہت رویا۔ جیسا کہ چھوٹا شیر خوار بچہ رویا کرتا ہے اور کثیر جماعت صحابہ نے سنا چنانچہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تسلی کی اب خیال کر کہ کونسی ایسی چیز ہے کہ جس میں محبت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ ہو اور ایسا کونسا جسم ہے جس پر نقشہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کا نہ نقش ہو گیا ہو سوائے قلوب قاسیہ کفار کے اس پر بھی بعض محققین نے یہ تقریر کی ہے کہ فی الحقیقت اگر انصاف کی نگاہ سے غور کیا جاوے تو انکار کفار اور مشرکین کا نفس الامر میں واقعی نہیں ہے کیونکہ شرک اور کفر اور الحاد بوجہ مستقل تو موجود ہی نہیں اس واسطے اگر نفس الامر میں کوئی شریک اللہ تعالےٰ کا موجود ہوتا تو شرک بھی واقعی ہوتا اور یہ شریک باری تعالیٰ کا پایا جانا محال ہے یعنی ممتنع بالذات ہے اور کفر جو فعل کافر کا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ کافر منکر وجود الہٰی کا نہیں ہوتا بلکہ اس کو اس قدر علم ضرور ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ضرور ہے جس کی ہم عبادت کریں مگر معرفت اور تفکر میں اس کو غلطی واقعی ہو جاتی ہے یہ نہیں سمجھتا کہ اللہ جل شانہ بے مثل اور تمام صفات کمالیہ کے ساتھ متصف ہے کوئی حالت منتظرہ اس کو نہیں بلکہ غلبہ وہم اور فساد عقل کی وجہ سے کہیں بت کو معبود تصور کر لیتا ہے کہیں جن کو کہیں دیوی کو کہیں درخت وغیرہ وغیرہ کو اور یہ اس کی عقل کی غلطی ہے کہ وہ جوش جو اس کے قلب میں اٹھا تھا کہ ذات الہٰی کو پوجے۔ اب وہ مخلوقات میں سے کسی کو معبود بنا بیٹھا اور اس کو سجدہ کرنے لگا حالانکہ تمام مصنوعات اپنے صانع کی معبود ہونے اور اپنی مصنوع اور مخلوق ہونے پر دلالت کرتی ہیں۔ اسی طرح الحاد بھی ملحد کا فعل ہے کہ ملحد وہ شخص ہے جو وجود الہٰی کا منکر ہے العیاذ باللہ اور یہ بات ظاہر اور باہر ہے اللہ تعالےٰ کی ذات ہر شے پر دلالت کرتی ہے اور ہر شے کے واسطے دلیل ہے جیسا کہ فرمایا هُوَ الظَّاهِرُ هُوَ الْبَاطِنُ اور اس انتظام اور مصلحت اور حکمت سے پر ہونا اس عالم موجودہ کا یہ للکار کر پکارتا ہے کہ ہیں مخلوق ہوں ایسے حاکم کی کہ اس کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا۔ اب خلاصہ یہ ہے کہ

marfat.com

حقیقت میں ان چیزوں کا وجود نفس الامر میں واقع تو نہیں ہے۔ یہ فقط ان کی عقل ناسلامت رہنے سے اور وہم اور خیالات باطلہ سے ہوا ہے تو یہ کفار بمنزلہ مریض کے ہو گئے جیسا کہ صفراوی بخار والے کا منہ کڑوا ہو جاتا ہے اور بسبب غلبہ صفرا کے اب جو شے وہ منہ میں ڈالے گا تو کڑوی معلوم ہو گی۔ یہاں تک کہ اگر کھانڈ منہ میں ڈالے وہ بھی اس کو کڑوی معلوم ہو گی حالانکہ اس کے شیریں ہونے کا تمام عالم شاہد ہے اور صحیح المزاج مشاہدہ کرتے ہیں اور تمام عالم اس کی شیرینی کا شاہد ہے۔ اب ان مریضوں کے کہنے سے وہ نفس الامر میں کڑوی نہیں ہوتی۔ بلکہ اہل عقل وتمیز اس کے بارے میں یہی کہیں گے کہ یہ مریض ہیں ان کی قوت ذائقہ پر صفرا کا غلبہ ہو گیا تو اب وہ دانا اس کے علاج میں مشغول ہوں گے خواہ وہ قے کرا دیں یا منضج دے کر مسہل کرا دیں یا فصد کریں جیسی حکیم کی رائے ہو اسی طرح یہ گروہ کفار اور مشرکین اور ملحدین اور مرض فساد عقل اور ایدہام باطلہ میں مبتلا ہو کر منکر نبوت ہو گئے اور اپنے اصلی معبود کی جگہ مخلوق کو معبود بنا کر خَسِرَ الدُّنیَا وَ الْاٰخِرَۃ ہو گئے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنے رسول کو ان کی اصلاح کا حکم فرمایا۔ کہیں قتل سے کہیں وعظ و نصیحت سے، کہیں قلبی توجہ سے۔ اب نفس الامر میں تو نبوت صادق المصدوق ہے اور شان و شوکت سے ظاہر و باہر ہے اور اسی طرح کتاب اللہ بھی معجز ہے اور سلیم الفطرت اس کی تصدیق کر کے اس کی اشاعت میں مشغول ہے اور منکرین کا انکار بمنزلہ مریض کے ہے۔ سو یہ اعتبار سے گرا ہوا ہے گویا کہ بمنزلہ لا انکار کے ہے کیونکہ یہ دیوانے ہیں اور دیوانے کی بات کا کوئی اہل عقل اعتبار نہیں کرتا۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا رَیْبَ فِیْہِ (ترجمہ) یعنی نفس الامر میں میری کتاب میں کوئی شک و شبہ نہیں اور وہ منکرین جو مرض فساد عقل کی وجہ سے انکار کر رہے ہیں اگر علاج پذیر ہو کر صحت پائیں گے تو حلیہ اسلام سے منور ہوں گے ورنہ دخول جہنم اور سزا اور لعنت دین و دنیا میں ہوں گے اور نبوت محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم آفتاب سے زیادہ تر منور اور روشن ہے اور ہر سلیم العقل فیضیاب ہے۔ چنانچہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ پتھریوں نے کلمہ توحید کی شہادت دی اب ظاہر ہے کہ کلمۃ التوحید اور راد ب محمد رسول اللہ میں ہر چیز سرگرم اور ہوشیار ہے بلکہ بعض حدیثوں میں یہ آیا ہے کہ سوا، جن اور آدمی کے جیسا بوٹیاں پتھریاں اور حیوانات آپ کو سجدہ

marfat.com

کرتے تھے۔ اب کسی سلیم العقل کو محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور نبوت میں تامل نہیں۔ واضح ہو کہ پھر ہم مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہٗ نے ہر چیز کے ادب کی طرف اشارہ فرمایا ہے اور قرآن مجید کے ادب کی بابت صریح ارشاد ہے لَا یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ یعنی ہر کوئی ہاتھ نہ لگائے قرآن مجید کو مگر جو پاک ہوں یعنی وہ ہاتھ لگائیں جو وضو کر کے پاک ہو چکے۔ اگر بے وضو قرآن مجید کو کوئی شخص ہاتھ لگائے گا تو وہ احاطہ ادب سے نکل جاوے گا۔ اسی طرح آداب مسجد کی طرف اشارہ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اے ایمان والو! اگر مسجد میں داخل ہو تو دایاں قدم مسجد میں پہلے رکھو اور منہ سے یہ دعا پڑھو اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ (ترجمہ) اے اللہ تعالیٰ مجھ پر دروازے رحمت اپنی کے کھول دے۔ یہ ادب تو فقط مسجد میں داخل ہونے کا ہے جب مسجد کے اندر جاوے تو تیرے پر حق ہے کہ دو نفل شکرانہ داخل ہونے مسجد کے پڑھے کہ خدا تعالیٰ نے تجھ کو ایسی نعمت نصیب فرمائی ہے۔ ان دو نفلوں کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں یعنی مسجد کا تحفہ اسی طرح وضو کی نعمت کا شکریہ ہے۔ جب وضو کرے اہل ایمان تو تحیۃ الوضو کے دو نفل پڑھے۔ اگر جلدی ہو تحیۃ الوضو یا تحیۃ المسجد پڑھے اور نیت دونوں دوگانوں کی کر لیوے یعنی تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو پڑھا کرے دو اور اجر چاروں کا مل جاوے گا یعنی ان دونوں سے ایک دوگانہ پڑھے۔ نیت اس میں دوسرے دوگانہ کی بھی کرے۔ ثواب اس کو دونوں دوگانوں کا یعنی چاروں رکعت کا ہو جاوے گا۔ اس کو عربی میں تداخل کہتے ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ جب کوئی اور نعمت عطا فرمائے تو اس کا ادب کر اور ادب اس کا یہ ہے کہ پہلے اس کو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں استعمال کر اگر وہ پہننے والی چیز ہے جیسے کپڑا یا جوتی بشرطیکہ وہ پاک ہوں تو ان کو پہن کر دو نفل شکرانہ کے پڑھ اللہ جل شانہٗ کے حضور میں پھر بعد میں کوئی اور کام کر۔ جب تو یہ کام کرے گا تو اللہ تعالیٰ بھی تم پر راضی ہوگا اور وہ نعمت بھی تیرے واسطے اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں دعاء خیر کرے گی کیونکہ مولائے حقیقی کو تم نے خوش کیا۔ اسی طرح کھانے کو کھانے کے وقت پہلے بسم اللہ پڑھ کر کھانا شروع کرے۔ ایک دفعہ حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھانا آیا تو ایک چھوٹی لڑکی بغیر بسم اللہ شریف پڑھنے کے جلدی سے کھانے میں ہاتھ ڈالنے لگی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا پھر ایک

marfat.com

بدوی آیا وہ بھی بغیر بسم اللہ شریف پڑھنے کے کھانے میں ہاتھ ڈالنے لگا تو آپ نے اُس کا ہاتھ پکڑ لیا اور پھر فرمایا کہ تحقیق شیطان کھاتا ہے طعام جس میں نہ ذکر کیا جاوے نام اللہ تعالیٰ کا۔ تحقیق شیطان لایا تھا اس لڑکی کو تاکہ کھانا کھاوے ساتھ اس کے پس پکڑ لیا میں نے ہاتھ اس کا پھر اِس بدوی کو لایا تاکہ اس کے ساتھ کھانا کھاوے پس اس کا ہاتھ بھی میں نے پکڑ لیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ تحقیق ہاتھ شیطان کا اِس وقت میرے ہاتھ میں ہے ساتھ ہاتھ اس لڑکی اور بدوی کے پھر بسم اللہ شریف پڑھی تب کھانا کھایا۔ ایک اور شخص نے کھانا کھایا اور بسم اللہ شریف نہ پڑھی جب کھانا کھا چکا صرف ایک لقمہ باقی رہا تھا جب اس لقمہ کو منہ کی طرف اٹھایا تو پڑھا اس نے بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَاٰخِرَہٗ (یعنی بسم اللہ اول اس کھانے کی اور آخر اس کھانے کی) تو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے تبسم فرمایا اور پھر تبسم کا سبب ارشاد فرمایا کہ پہلے اس شخص نے بسم اللہ شریف نہیں پڑھی تو شیطان اس کے ساتھ کھاتا رہا۔ جب آخر میں بسم اللہ شریف اس نے پڑھی تو شیطان کے پیٹ میں جو کچھ تھا سب قے کر ڈالا ہے۔ ابوداؤد میں یہ حدیث ہے چاہے دیکھ لو۔ اب خیال کر کس قدر اللہ تعالیٰ نے تجھ کو ان نعماء کے آداب ارشاد فرمائے ہیں کہ ان کو ساتھ نجاست اور نافرمانی خدا تعالیٰ کے مخلوط اور ملوث نہ کر بلکہ یہ نعماء تجھ کو احکم الحاکمین ارحم الراحمین کی طرف سے عنایت ہوئی ہیں شکر کر ایسے عظیم السلطان قدیم الاحسان دائم النعم کی طرف سے آئی ہیں ان کو طاہر اور مطہر کر اور عصیاں اور خطرات شیطان سے دور رکھ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں سعی بلیغ کر اور مولیٰ محبوب ربّ العالمین کی طرف خیال کر کہ آپ کی عادت مبارک میں کس قدر آداب الٰہی تھے۔ باوجودیکہ تمام مخلوق پر آپ کا ادب واجب تھا اور ہر چیز ادب کرتی تھی مگر آپ نعمائے الٰہی کی نہایت ہی عظمت کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ آپ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرے مبارک میں تشریف لائے تو ایک کھجور کی پھانک گرد سے ملوث ہوئی دیوار پر رکھی تھی۔ آپ نے اس کو خوب دھویا اور فرمایا کہ یہ نعمت الٰہی ہے اور اس کو چوم کر آنکھوں پر رکھا اور فرمایا کہ جس گھر سے نعمت نفرت کر جائے پھر اس گھر میں نہیں آتی ایسا ہی جب آپ کے دست مبارک سے کھانے کے وقت اتفاقاً کوئی لقمہ گر جاتا تھا تو آپ اس کو پھر صاف کر کے کھا لیتے تھے۔ جب

marfat.com

کھانا کھاتے تو کھانے کے بعد آپ اپنی انگلیوں مبارک سے برتن چاٹ لیا کرتے اور پھر اپنی انگلیوں کو بھی چاٹ لیا کرتے۔ چنانچہ حدیث شریف مشکوٰۃ المصابیح میں وارد ہے: مَنْ اَکَلَ فِیْ قَصْعَۃٍ ثُمَّ لَحِسَہَا تَقُوْلُ لَہُ الْقَصْعَۃُ اَعْتَقَکَ اللّٰہُ مِنَ النَّارِ کَمَا اَعْتَقْتَنِیْ مِنَ الشَّیْطٰنِ رَوَاہُ رَزِیْن (ترجمہ) یعنی برتن میں جو شخص طعام کھاوے پس اس کو چاٹ لیوے تو برتن اس کے واسطے دعا کرتا ہے کہ اللہ تجھ کو آگ سے خلاصی دیوے جیسی تو نے مجھ کو شیطان سے خلاصی دی ہے۔ آپ کے پاس جب کوئی نیا پھل آتا تو اس کو چوم کر آنکھوں پر رکھ لیتے کبھی بلا کر بچوں کو دیتے۔ روٹی کھانے کے وقت چار زانو بیٹھ کر کھانے کو اور تکیہ لگا کر کھانے کو بے عذر منع فرماتے بلکہ ارشاد یہ ہے کہ کھانے کے وقت روٹی کی طرف ذرا سا جھک کر کھاوے اسی طرح روٹیوں پر سالن کا برتن رکھنا منع فرمایا کیونکہ سالن سے زیادہ روٹی کی تعظیم ہے اور ہر شخص کو ادب ارشاد فرمایا کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا فَلَیْسَ مِنَّا۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو اپنے سے بڑے کی عزت نہ کرے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو بڑا ہو کر چھوٹوں پر رحم نہیں کرے گا وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ یہ مضمون حدیث شریف میں وارد ہے

ایک اور جگہ منقول ہے کہ حضرت سید الکونین امام حسین علیہ السلام ایک روز بازار میں چلے آتے تھے تو آگے سے ایک سفید ریش یہودی ایک گٹھا لکڑیوں کا اٹھائے چلا آتا تھا۔ حضرت نے جب اس کو دیکھا تو مودب کھڑے ہو گئے جب اس سفید ریش یہودی کی آپ پر نظر پڑی تو اس نے معلوم کیا کہ آپ میرا ادب کرتے ہیں تو اس نے فوراً لکڑیوں کا گٹھا پھینک دیا اور ہاتھ باندھ کر عرض کی کہ اے ابنِ رسول اللہ! میں تو آپ کے نزدیک کافر ہوں۔ آپ نے جو میرا ادب اس قدر کیا ہے اس کی کیا وجہ ہے۔ آپ نے فرمایا میں نے اپنے نانا حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کی ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ جو اپنے سے بڑے سے عزت نہ کرے وہ ہم سے نہیں سو تم مجھ سے بڑے اور سفید ریش ہو اس واسطے میں تمہارے ادب کو کھڑا ہو گیا ہوں۔ جب اس یہودی نے آپ سے یہ کلام سنا تو اسی وقت کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا جب اسے دوسرے یہودی نے طعن دیا تو اس نے جواب دیا کہ

marfat.com

ایسے مؤدب مذہب سے اور کون سا مذہب اچھا ہوگا جس کے ادب نے میرے دل سے کفر کو دور کر دیا ہے۔ وہ مؤدبین بہ ادب رسول الثقلین صلے اللہ علیہ وسلم کہ اُن کے آداب اور عادات سیف اور سنان سے زیادہ تر قلوب میں اثر پیدا کرتے تھے اور سید المرسلین رسول الثقلین نے تو یہاں تک آداب کی تعلیم فرمائی ہے کہ ایک دفعہ ایک یہودی نے بطور تمسخر ایک صحابی کو کہا کہ تمہارا رسول تو سنا ہے کہ ماں باپ سے زیادہ شفیق ہے۔ بھلا تمہیں پاخانہ بیٹھنے کی اٹکل بھی سکھلائی۔ اصحابی نے جواب دیا۔ ہاں بیشک آپ نے پاخانہ بیٹھنے پھرنے کی بھی اٹکل سکھائی ہے فرمایا کہ پاخانہ بیٹھنے سے پہلے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ وَالْمُخْبِثِ (ترجمہ) اے اللہ تحقیق میں پناہ مانگتا ہوں ساتھ تیرے پلیدی سے اور پلید چیزوں سے اور پلید کرنے والی سے۔ جب یہ پڑھ لے تو پھر بیٹھ بایاں پاؤں کھڑا کر کے اس کے اوپر اپنا بوجھ رکھ اور دایاں پاؤں دائیں طرف تھوڑا سا نکال دے۔ چنانچہ اس صحابی نے سمجھانے کی خاطر بیٹھ کر دکھلایا۔ اس جگہ یہ نہ سمجھنا کہ اس کے سامنے ننگا ہو کر بیٹھا بلکہ اپنے کپڑوں سمیت اس طریقہ پر بیٹھ کر دکھلایا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح تعلیم فرمائی۔ اے طالب مولیٰ اگر تو اللہ جل شانہٗ کا وصل چاہتا ہے تو تُو اس میں کوشش کر کہ اتباع نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا اقوال اور افعال اور عادات میں کر بلکہ اس میں محو ہو جا پھر اللہ تجھ پر راضی ہو جاوے گا اور تجھ کو اپنی یاد کی توفیق عنایت فرماوے گا۔ جب اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے ذکر کی توفیق عنایت فرماوے تو بیشک راستہ مجاہدہ اور تزکیہ نفس کا کھل کر وصل کی تجلیات شروع ہو جاویں گی۔ ایک بزرگ نے فرمایا ہے کہ کیا وجہ ہے کہ اس زمانہ میں تصرفات اولیائے کرام کے پہلے زمانہ کے اولیائے کرام جیسے نہیں اور ایسا ہی عالی ہمتیں نہیں رہیں جیسے کہ پہلے زمانے کے اولیائے کرام کی تھیں اور پھر آپ ہی اس کی وجہ بیان کرتے ہیں کہ یہ امر اس واسطے ہے کہ وہ سلف صالحین اعلیٰ درجہ کے سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت میں پختہ تھے اسی قدر ان کے تصرفات بھی اعلیٰ درجہ کے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو ہمتیں بھی اعلیٰ دی تھیں۔ اب اس زمانہ میں اس قدر شریعت میں پختگی نہیں ہے۔ اسی واسطے ادھر سے یہ کمی وقوع میں آئی۔ اب تو فکر کر کہ اس قدر آداب افعال اور اقوال اور عقائد میں تعلیم ہو چکے ہیں اور یہ بھی بیان کر چکے

marfat.com

ہیں کہ اسلام کی ہر ایک بات میں ادب رکھا گیا ہے۔ اب مطلب یہ ہے کہ جن سے اسلام اور اسلام کے ارکان اور وصول الی اللہ کا طریق حاصل ہوتا ہے۔ ان کا ادب سب سے پہلے اور سب ضروریات سے اعلیٰ ضرورت رکھتا ہے۔ ورنہ رئیس بے ادبوں کا جو شیطان ہے اُسکے زمرے میں داخل ہو کر حرمان دارین اور خَسِرَ الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃ کا ہو جائے گا۔ العیاذ باللہ اب مکرر سن کہ اہل اللہ کا ادب بہت ہی ضروری اور عروۃ الوثقیٰ اور حبل المتین ہے تو ان کی صحبت اور محبت اختیار کر۔ اس واسطے کہ یہ طائفہ محبوبین کا ہے اور ان کی شان میں کوئی شخص ان کی شان کے خلاف کوئی لفظ کہتا ہے تو غیرتِ خداوندی جوش میں آجاتی ہے تو اس آیت کے معنوں کی طرف خیال کر کہ جب شہداء کے بارے میں لوگ یہ کہنے لگے کہ یہ اصحاب بہت سے مر گئے ہیں تو مرنے کا لفظ اللہ جل شانہٗ کو شہداء کے بارے میں برا معلوم ہوا۔ جوش میں آکر فرمایا یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ہ (ترجمہ) اے ایمان والو جو لوگ اللہ کے راستہ میں قتل کئے گئے ہیں ان کو مرا ہوا نہ کہو بلکہ وہ تم سے زیادہ زندگی میں ہیں مگر تم نہیں جانتے ہو یعنی وہ شہداء اعلیٰ درجہ کی زندگی میں ہیں۔ پھر تم ان کو مرا ہوا کیوں کہتے ہو۔ تم دنیا کا کھانا کھاتے ہو جو مٹی اور پانی سے نکلا ہوا ہے۔ وہ بہشت کے سبز جانوروں کے پوٹوں میں داخل ہو کر بہشت کی سیر کرتے ہیں اور رنگا رنگ کے کھانے کھاتے ہیں اور جس طرف چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں۔ ایسے ہی ولی مقرب کی موت نہیں ہے بلکہ ایک رخصت دنیا سے بہشت کی طرف ہے جیسا کہ لڑکی اپنے باپ کے گھر سے خاوند کے گھر جاتی ہے تو وہ مرتی نہیں ہے بلکہ وہاں اپنے گھر میں مستقل طور پر مالک ہو جاتی ہے اور اپنے گھر والی کہلاتی ہے۔ اب صاف معلوم ہو گیا کہ اولیاء اللہ کے خلاف شان کوئی لفظ کہنا خداوند تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث ہے کیونکہ جو چھوٹے جہاد میں شہید ہوئے ان کو مرا ہوا کہنے سے اللہ ناراض ہوا۔ جو جہاد اکبر میں شہید ہوتے ہیں جو عبادت الٰہی ہے اور جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ کو یاد کرنے والے کا مرتبہ غازی فی سبیل اللہ سے ایک درجہ بلند ہو گا تو اب ایسے ولی مقرب کے خلافِ شان کہنے سے اللہ زیادہ ناراض ہو گا

marfat.com

بہ نسبت شہیدوں کے اسی واسطے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اولیاء اللہ کو ایذا دینے سے کہ کسی قسم کی ان سے عداوت یا بغض نہ کیا جاوے ورنہ اللہ تعالیٰ بہت ناراض ہوگا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے مَنْ اٰذٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ لِلْحَرْبِ ترجمہ جو شخص میرے دوست کو ایذا دیتا ہے وہ گویا میرے ساتھ لڑائی کیلئے کھڑا ہوتا ہے اب سمجھ لو کہ ان سے بغض اور عداوت بعینہ اللہ تعالیٰ سے بغض اور عداوت رکھنا ہے اسی واسطے حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ فرماتے ہیں ؎ حبِّ درویشاں کلیدِ جنت است دشمنِ ایشاں سزائے لعنت است

اگر تو انکی محبت اور ادب میں رہیگا تو اللہ تعالیٰ ضرور ہی تیرے واسطے اسکو باعث نجات قرار دیگا اور تو کس گھمنڈ میں ہے ان کا ادب تو آسمان کے فرشتے آکر کرتے ہیں انکو تیرے ادب کی ضرورت نہیں مگر تو بسبب بے ادبی کے خود ہی رحمت سے بے نصیب رہیگا۔ ذرا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث تو سن قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَّذْکُرُوْنَ اللّٰہَ اِلَّا حَفَّتْھُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَ غَشِیَتْھُمُ الرَّحْمَۃُ وَنَزَلَتْ عَلَیْھِمُ السَّکِیْنَۃُ وَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ فِیْمَنْ عِنْدَہٗ ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں بیٹھتی کوئی قوم کہ اللہ کو یاد کرتی ہو مگر گھیر لیتے ہیں فرشتے انکو اور ڈھک لیتی ہے انکو رحمت اللہ تعالیٰ کی اور اترتی ہے ان پر تسلی اور ذکر کرتا ہے اللہ تعالیٰ انکا بیچ اس جماعت کے جو اللہ تعالیٰ کے بالکل قریب ہے یعنی جماعت مقربین ملائکہ اور ارواح طیبہ مرسلین صلوٰۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔ اب خیال کرو کہ یہ طائفہ کیا مقبول ہے جو اللہ جل شانہٗ کہ وہ احکم الحاکمین باوجود غنا اور صمدیت ذاتی کے کہ اس کو کسی کی کچھ پرواہ نہیں پھر وہ اس طائفہ کو کیسا دوست رکھتا ہے اور اس کی رحمت انکو ڈھک لیتی ہے اور وہ آپ اپنی مقربین جماعت میں ان کا ذکر خیر کرتا ہے۔ اے مخالف بے حیا کچھ تو شرم کر اللہ تعالیٰ کی۔ آسمان سے اُن کے ادب کے واسطے فرشتے آویں اور تو زمین میں ان کے پاس رہ کر ان کی بے ادبی کرتا ہے۔ واہ! زہے خوش قسمت وہ شخص جو اس گروہ کو دوست رکھتا ہے کیونکہ جب اللہ جل شانہٗ کو اس گروہ سے سب سے بڑھ کر محبت ہے۔ پھر جو اس گروہ کو دوست رکھے گا یعنی اس سے خالص محبت رکھے گا تو اللہ تعالیٰ اُن کو اُنکے ساتھ بخشے گا اور اگر ان کے پاس تھوڑی دیر بھی بیٹھ جاویگا تو اللہ تعالیٰ ان کے گذشتہ گناہ معاف فرما دے گا؛

بابِ اوّل

اہلِ ذِکر کی فضیلت کے بیان میں

جاننا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اجر کا وہ شخص مستحق ہوگا جس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہو۔ اور وہ اس کی نافرمانی سے ڈرتا ہو اور نہایت ادب اور تعظیم سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہو۔ ورنہ اجر کا مستحق نہ ہوگا بلکہ نافرمان اور بے تعظیم کے واسطے بجائے اجر کے وزر یعنی وبالِ جان ہوجاوے گا۔ اور ابن جریر نے روایت کی ہے سعد رضی اللہ عنہ سے جو بندہ اللہ کو یاد کرتا ہے اللہ بھی اس کو ضرور یاد کرتا ہے مگر جو مرد با ایمان ہوتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ مغفرت اور رحمت سے یاد کرتا ہے اور جو کافر ہوتا ہے تو اس کو عذاب اور لعنت کے ساتھ یاد کرتا ہے اور اچھا ہونا ذکر کا اور بلند ہونا اس کا اس سبب سے ہے کہ تمام عبادات مالیہ اور بدنیہ شاقہ مثل خرچ کرنے سونے اور چاندی سے اور لڑنے کفار سے کہ یہ وسیلہ ہیں طرف تقرب خدا تعالیٰ کے اور ذکر مقصود اعلیٰ ہے کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ حدیث قدسی ہے اَنَا جَلِیْسُ مَنْ ذَکَرَنِیْ (ترجمہ) میں اس کا ہمنشیں ہوں جو مجھ کو یاد کرتا ہے پس ثابت ہوا کہ ذکر خلاصہ کل عبادات اور طاعات کا ہے اور افضل انواع ذکر کا بعد ادائے ارکان اسلام کے پڑھنا قرآن مجید کا ہے پھر کامل کی صحبت اور اس کی صحبت اور تلقین سے جو ذکر حاصل ہو جس کی وجہ سے کشش روح اور بدن کو اللہ تعالیٰ کی طرف حاصل ہو پھر اس میں مداومت کرے۔ چنانچہ قلبی ذکر خواہ نفی اثبات ہو خواہ اثبات مجرد۔ یعنی اسم ذات جل جلالہ کیونکہ یہ استغراق میں بہت سرعت کرتا ہے۔ ایک بزرگ نے قلبی ذکر کی فضیلت میں یہ شعر فرمایا ہے ؎

از دروں شو آشنا و از بروں بیگانہ وش
ایں چنیں زیبا روش کم می بود اندر جہاں

اور ارشاد فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ (ترجمہ) یعنی اللہ کا

marfat.com

ذکر بہت بڑی شان والا ہے اور دوسری حدیث میں فرمایا ہے جو حصن حصین میں وارد ہے مَا صَدَقَةٌ اَفْضَلُ مِنْ ذِكْرِ اللهِ (ترجمہ) یعنی نہیں ہے کوئی صدقہ بہتر ذکر اللہ تعالیٰ سے اور یہ حدیث طبرانی نے اوسط میں ذکر کی ہے حاصل اس کا یہ ہے کہ صدقہ اس مال کو کہتے ہیں کہ جس کے دینے میں امیدوار ثواب کا ہو۔ خدا تعالیٰ نے اس حدیث میں تسلی فقرائے صابرین کو دی ہے کہ اس کو وہ کہہ سکتے ہیں اور ثواب اور قرب الٰہی سب سے بڑھ کر ہے ذکر کرنے والے کے واسطے اور سفیان بن عینیہ نے کہا ہے مجھ کو خبر پہنچی ہے کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ نے فرمایا ہے میں نے بندوں اپنوں کو ایک ایسی چیز دی ہے کہ اگر میں جبرائیل علیہ السلام اور میکائیل علیہ السلام کو دیتا تو تحقیق بڑی بزرگ نعمت دیتا۔ وہ نعمت جو بندوں کو دی ہے وہ یہ ہے فَاذْكُرُوْنِيْ اَذْكُرْكُمْ (ترجمہ) اے میرے بندو! تم مجھ کو یاد کرو میں تمہیں یاد کروں۔ اور احیاء العلوم میں ثابت بنانی سے نقل کیا ہے کہ کہا انہوں نے میں خوب جانتا ہوں کہ جس وقت پروردگار تعالیٰ مجھ کو یاد کرتا ہے یاروں نے تعجب کیا اور پوچھا کہ تو کیونکر جانتا ہے تو انہوں نے اس کے جواب میں کہ جس وقت میں اس کو یاد کرتا ہوں وہ بھی مجھے اسی وقت یاد کرتا ہے اور شیخ علی متقی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے۔ اللہ کا ذکر یہ ہے کہ خلاصی پاوے تو غفلت اور نسیان سے ساتھ دوام حضور قلب کے ساتھ حق تعالیٰ کے اور لیوے تو نام خدا تعالیٰ کا ساتھ زبان اور دل کے اور افضل یہ ہے کہ ذکر دل اور زبان سے ہوا ور اگر ایک سے ہو تو ساتھ دل کے افضل ہے ایسا ہی کہا امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح صحیح مسلم نے۔ اور برابر ہے ذکر۔ ذکر جلالہٗ ہو یعنی اسم ذات کا یا صفت کا صفات الٰہی میں سے یا حکم کا احکام الٰہی میں سے فعل کا افعال الٰہی میں سے۔ پس متکلم بذکر اللہ ذاکر ہے اور جو خالصتہً للہ فتویٰ دیتا ہے یا خالصتہً للہ تدریس علم دین کی کرتا ہے یا خالصتہً اللہ وعظ سناتا ہے یہ سب ذاکر ہیں۔ علیٰ اختلاف المراتبہ۔ اور جو شخص اہل ذکر کا معین و مددگار ہے وہ بھی ذاکر ہے بلکہ ایک حیثیت سے ذاکر سے مددگار ذاکر اعلیٰ ہے یعنی جو مددگار بجان و دل اشاعت محبت الٰہی میں کوشش اور معاونت کرتا ہے اجر اور ثواب میں ذاکر سے زیادہ رہے گا۔ اگرچہ ذاکر کو وصل اور قرب الٰہی زیادہ ہوتا ہے اور فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اَلدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا مَلْعُوْنَةٌ اِلَّا ذِكْرُ اللهِ وَمَا وَالَاهُ (ترجمہ) یعنی دنیا اور دنیا کی تمام

marfat.com

چیزوں پر لعنت ہے اللہ تعالیٰ کی۔ مگر ذکر اللہ تعالیٰ کا اور جو اللہ کے متعلق ذکر ہے۔ اب جاننا چاہیئے کہ جو یاد الٰہی سوائے فرائض مکتوبہ کے ہے وہ خاص کسی مقام اور وقت کے ساتھ معین نہیں بلکہ ہر حالت میں ذکر الٰہی میں مشغول ہونا چاہیئے۔ خواہ بیٹھا ہو خواہ چلتا ہو۔ خواہ خوشی میں ہو خواہ غم میں ہو۔ کسی حالت میں یاد الٰہی سے غافل نہیں ہونا چاہیئے۔ اگر حالت جنب میں بھی ہو تاہم بھی ذکر قلبی سے غافل نہ ہو کیونکہ دل کی طہارت ذکر الٰہی سے ہی حاصل ہوتی ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْب

ترجمہ: ہوشیار ہو جاؤ اللہ کے ذکر کے ساتھ دلوں کا اطمینان حاصل کرو ؎

ہر دم خدا را یاد کن　　دلہائے غمگیں شاد کن
بلبل صفت فریاد کن　　مشغول شو در ذکر ھُو

اور ذاکر کی مثال کئی طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمائی ہے مشکوٰۃ شریف میں یہ حدیث وارد ہے: عَنْ مَالِكٍ بَلَغَنِیْ اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ ذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ کَالْمُقَاتِلِ خَلْفَ الْفَارِّیْنَ وَذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ کَغُصْنٍ اَخْضَرَ فِیْ شَجَرٍ یَابِسٍ وَفِیْ رِوَایَۃٍ مِثْلُ الشَّجَرَۃِ الْخَضْرَآءِ وَفِیْ وَسَطِ الشَّجَرِ الْیَابِسِ وَذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ مِثْلُ مِصْبَاحٍ فِیْ بَیْتٍ مُّظْلِمٍ وَّذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ یُرِیْہِ اللّٰہُ مَقْعَدَہٗ مِنَ الْجَنَّۃِ وَھُوَ حَیٌّ وَذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغَافِلِیْنَ یُغْفَرُ لَہٗ بِعَدَدِ کُلِّ فَصِیْحٍ وَّاَعْجَمَ وَالْفَصِیْحُ بَنُوْ اٰدَمَ وَالْاَعْجَمُ الْبَھَائِمُ رَوَاہُ رَزِیْنٌ (ترجمہ) تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ غافلوں میں جو اللہ تعالےٰ کو یاد کرتا ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ کفار کے ساتھ جہاد کے وقت لوگ بھاگ نکلیں اور وہ اکیلا ایک لڑتا رہے۔ کفار سے خالصتہً للہ یعنی جیسا کہ لڑنے والا ہے کفار کے ساتھ بھاگنے والوں کے پیچھے ایسا ذکر الٰہی کرنے والا ہے نہ ذکر کرنے والوں میں پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر الٰہی کرنے والے کی فضیلت میں اور مثال فرمائی ہے۔ ذکر الٰہی کرنے والا غافلوں میں ایسا ہے جیسی کہ ایک سبز شاخ سوکھے درخت میں ایسا ہی ذکر الٰہی نہ کرنے والے مرے ہوئے ہیں اور ذکر الٰہی کرنے والا زندہ ہے اور سرسبز ہے۔ ایک روایت میں اس طرح ہے مثل ذکر الٰہی کرنے والے کی

marfat.com

مثل ایک درخت سبز کے ہے سوکھے درختوں میں پھر حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور مثال فرمائی۔ غافلوں میں ذکر کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسا کہ اندھیرے گھر میں چراغ روشن ہے اور اپنی روشنی سے اندھیرے کو دفع کرتا ہے۔ پھر حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا میں ذکر الٰہی کرنے والا اپنے ذکر کے اجر کو معلوم کر لیتا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ذکر الٰہی کرنے والا جو غافلوں میں ہے اللہ تعالیٰ اس کو مکان اس کا جو بہشت میں ہے زندگی میں دکھا دیتا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ اگرچہ گنہگار ہو مگر ذکر الٰہی سے اس کے گناہ بے انتہا کو بخش دیتا ہے جیسا کہ فرمایا ہے غافلوں میں جو اللہ کا ذکر کرنے والا ہے اس کے اللہ گناہ بخش دیتا ہے۔ مقدار آدم علیہ السلام کی اولاد کے اور جو چارپائے ہیں یعنی اگر اس کے گناہ کثرت سے اس قدر ہوں تاہم بھی اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف فرماتا ہے اور یہ جو پہلی مثال فرمائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ذکر الٰہی کرنے والا غافلوں میں ایسا ہے جیسا کہ جہاد سے بھاگنے والوں کے پیچھے لڑنے والا ہے کفار سے۔ تو گویا ذکر الٰہی کرنے والا لڑنے والا ہے شیطان کے لشکر سے اور شیطان کو بھگا دینے والا ہے۔ اور جو جماعت ذکر الٰہی نہیں کرتی وہ مغلوب اور مقہور کر کے بھگا دی ہے شیطان نے۔ اور جو مثال ذکر الٰہی کرنے والے کی سبز باغ کے ساتھ دی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جیسے سبز شاخ قابل پھل پھول دینے کے ہے ایسا ہی ذکر کرنے والا بھی قابل جنت اور دیدار الٰہی کے ہے اور جو نہیں ذکر کرتے اللہ کا اس کی مثال سوکھی شاخ کی ہے جیسے کہ سوکھی شاخ جلانے کے لائق ہے اور جلنے کے وقت اسے دیر نہیں لگتی کیونکہ وہ جلنے کے واسطے مہیا ہے اسی طرح وہ قوم ہے جو ذکر اللہ کا نہیں کرتی آگ دوزخ کے واسطے تیار ہے اور ذکر الٰہی کرنے والے کی مثال جو چراغ کے ساتھ دی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ذکر الٰہی کرنے والا اپنے آپ کو ذکر الٰہی سے روشن اور منور کرتا ہے اور اس ذکر کی روشنی سے جو بہشت سے روکنے والی چیزیں ہیں ان کو دور کرتا ہے اور خود بھی ان سے دور رہتا ہے اور جو بہشت کی طرف لے جانے والی چیزیں ہیں انکو حاصل کرتا ہے اور جو قوم کہ ذکر الٰہی نہیں کرتی وہ گویا کہ اندھیرے میں پڑی ہوئی ہے اس اندھیرے کی وجہ سے نقصان دینے والی چیزوں سے دور نہیں ہو سکتی خواہ اندھیرے میں سانپ کاٹے یا بچھو اور جو ذکر الٰہی کرنے والا اپنی جگہ

marfat.com

بہشت میں دیکھتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو مکاشفہ کے طور پر دکھا دیتا ہے یا یہ کہ نزع کے وقت ملائکہ رحمت کے اترتے ہیں تو وہ معلوم کر لیتا ہے کہ جنت کے ملائکہ ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّۃِ الَّتِیْ کُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (ترجمہ) جن لوگوں نے کہا رب ہمارا اللہ ہے پھر مستقیم (یا اس پر پختہ رہے) رہے ان پر نازل ہوتے ہیں ملائکہ نہ خوف کرو اور نہ غم کرو، اور خوشخبری دیتے ہیں جنت کی جو تم وعدہ کئے گئے، اب واضح ہو گیا اصل اصول وصول الی اللہ اور رضائے الٰہی کا ذکر الٰہی ہے اگر اس کو مضبوط پکڑ لے گا تو باقی احکام اسلام کی ادا کی اس کو توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے عنایت خود بخود ہو گی۔

اسی طرح حدیث شریف میں وارد ہے عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِنَّ شَرَائِعَ الْاِسْلَامِ قَدْ کَثُرَتْ عَلَیَّ فَاَخْبِرْنِیْ بِشَیْءٍ اَتَشَبَّثُ بِہٖ قَالَ لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ رواہ الترمذی وابن ماجہ۔

(ترجمہ) تحقیق ایک آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) احکام اسلام کے بہت غالب ہو گئے ہیں میرے اوپر پس ایسی چیز مختصر فرمایئے کہ میں اس کو مضبوط پکڑوں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمیشہ ہو زبان تیری تر ساتھ ذکر اللہ کے اور شرائع اسلام سے مراد علامتیں اسلام کی ہیں یعنی قسم نوافل سے کہ دلالت کرتی ہے صدق اسلام مسلم کے اوپر غالب ہو گئی ہیں یعنی متعدد ہوتی ہیں اور اس حد کو پہنچی ہیں کہ میں سب کے ادا کرنے سے عاجز ہوں اور متحیر ہوں بعض کے ادا کرنے میں کہ کونسی افضل ہے جس کو اختیار کروں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے خلاصہ ارشاد فرمایا کہ اصل اصول ذکر اللہ تعالیٰ کا ہے۔
اس کے ادا کرنے سے سب کی توفیق اللہ تعالیٰ عنایت فرمائے گا اور آسانی سے ادا ہوں گی اور تیری زبان سے کنایہ ہے سہولت اولا آسانی اور روانگی زبان سے خواہ دل کی زبان سے ہو خواہ منہ کی زبان سے۔ اب خلاصہ مطلب یہ ہے کہ عبادات اسلام بہت ہیں مومن پر مگر افضل اور خلاصہ سب کا یہ ہے کہ ذکر الٰہی سے زبان تر رہے اور حدیث شریف میں ہے

marfat.com

اُمّ المومنین ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کُلُّ کَلَامِ ابْنِ اٰدَمَ عَلَیْہِ اِلَّا اَمْرٌ بِمَعْرُوْفٍ وَّ نَھْیٌ عَنْ مُّنْکَرٍ اَوْ ذِکْرُ اللّٰہِ (رواہ الترمذی وابن ماجہ) (ترجمہ) حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ تمام کلام آدم علیہ السلام کے بیٹے کے اس کے اوپر لا نفی کلہے یعنی وہ بیکار ہے مگر امر بالمعروف یا نہی منکر ہے۔ اب یہ حدیث وارد ہے اس مسئلہ میں کہ سوائے ذکر اللہ کے زبان کو اور باتوں میں لگانا نہیں چاہیئے کیونکہ ابن آدم کو یہ بہت نقصان دینے والی ہے۔ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ زبان خدا کے ذکر ہی میں جاری ہو تو نفع مند ہے ورنہ اس کا ضرر بہت ہی ایذا پہنچانے والا ہے اس واسطے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا کثرت کلام سوائے ذکر اللہ کے سے عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُکْثِرُوا الْکَلَامَ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ فَاِنَّ کَثْرَۃَ الْکَلَامِ بِغَیْرِ ذِکْرِ اللّٰہِ قَسْوَۃٌ لِّلْقَلْبِ وَاَبْعَدُ النَّاسِ مِنَ اللّٰہِ الْقَلْبُ الْقَاسِیْ (رواہ الترمذی) (ترجمہ) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت کلام نہ کرو سوائے ذکر اللہ کے اس واسطے کہ بہت کلام سوائے ذکر اللہ کے سختی ہے واسطے دل کے اور بہت دور آدمیوں میں سے اللہ تعالیٰ سے سخت دل والا ہے اب یہ ظاہر ہے کہ کثرت کلام بغیر ذکر اللہ کے دل کو مار دیتی ہے اور دل کو لائق انوارات الٰہی کے نہیں رہنے دیتی چنانچہ حضرت شیخ فریدالدین عطار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اسی حدیث کے ترجمہ میں ؎

دل ز پر گفتن بمیرد در بدن | گرچہ گفتارش بود دُرِّ عدن

یعنی سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے جو کلام کیا جاوے خواہ وہ اچھا ہو دنیا کے بارے میں مگر اس کی کثرت بھی دل کو مار دیتی ہے۔ الحذر ز پر گفتن الحذر اور ذکر ہر حالت میں لازم پکڑ۔ کیونکہ ذکر الٰہی کرنے والا زندہ ہوتا ہے اور ذکر الٰہی نہ کرنے والا مردہ ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ (ترجمہ) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال اس شخص کی کہ یاد کرتا ہے پروردگار اپنے کو

اور اس شخص کی جو نہیں یاد کرتا پروردگار اپنے کو مثل زندہ اور مردے کے ہے حاصل یہ ہے کہ ذکر الٰہی زندگی قلب ذاکر کی ہے اور غفلت موت اس کی جب کہ اپنی زندگی سے بہرہ مند ہوتا ہے۔ ذکر الٰہی سے تو وہ زندہ ہے کیونکہ حیاتی سے نفع پایا اس نے اور نہ یاد کرنے والا اللہ تعالیٰ کو کہ اس نے اپنے عمل سے اپنی زندگی میں نفع نہیں پایا جیسا کہ مردہ کا کوئی عمل نہیں رہتا۔ منقطع ہو جاتا ہے کہ بعد موت کے اگر کتنے ہی عمل وہ کرے کچھ نفع نہیں دیتے ایسا ہی حیاتی نے اس کو کچھ نفع نہیں دیا۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

زندگی آمد برائے بندگی　　زندگی بے بندگی شرمندگی

ایک اور بزرگ حیاتی کے معنی میں لکھتے ہیں ؎

زندگانی نتواں گفت حیاتیکہ مراست　　زندہ آن ست کہ با دوست وصالے دارد

اور حیاتی میں ذکر الٰہی میں مشغول ہونا ہی ہے موجب ذکر الٰہی میں فوت ہونے کا اور ذکر الٰہی کی حالت میں میدانِ قیامت میں اٹھایا جانے کا۔ اس کے معنوں میں حصن حصین میں یہ حدیث وارد ہے کَمَا تَعِیْشُوْنَ تَمُوْتُوْنَ وَکَمَا تَمُوْتُوْنَ تُحْشَرُوْنَ (ترجمہ یعنی جس عمل پر جیتے رہو گے اسی عمل پر مرو گے اور جس پر مرو گے اسی پر اٹھائے جاؤ گے۔ اب اس سے واضح ہو گیا کہ جس عمل کو دنیا میں مضبوط پکڑے گا تو اسی پر اس کی موت بھی ہو گی کیسی خوش قسمتی ہے اس بندے کی جس کی حیاتی ذکر الٰہی میں گزرے اور اسی پر موت ہو تو اسی پر حشر ہو گا۔ اسواسطے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے ذکر کی بہت تاکید فرمائی ہے جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کی طرف روانہ کیا تو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وقتِ رخصت میں نے عرض کی قُلْتُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَوْصِنِیْ قَالَ عَلَیْکَ بِتَقْوَی اللّٰہِ مَا اسْتَطَعْتَ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ عِنْدَ کُلِّ حَجَرٍ وَّ شَجَرٍ وَّ مَا عَمِلْتَ مِنْ سُوْءٍ فَاَحْدِثْ لِلّٰہِ فِیْہِ تَوْبَۃً اَلسِّرَّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِیَۃَ بِالْعَلَانِیَۃِ (ترجمہ) کہا معاذ بن جبل نے کہ عرض کی میں نے اے رسول اللہ کچھ نصیحت فرمائیے۔ مجھ کو فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لازم پکڑ اوپر اپنے تقویٰ جب تک طاقت رکھے تو اور یاد کر اللہ کو نزدیک ہر پتھر اور ہر درخت کے اور جو کچھ کی ہو برائی یعنی گناہ یا غفلت پس پیدا کر خالص توبہ واسطے اللہ کے

marfat.com

یعنی بیچ حق برائی کے یا برائی کے لیئے توبہ کرنیچ گناہ پوشیدہ کے پوشیدہ اور نیچ گناہ ظاہر کے ظاہر اور یہ حدیث طبرانی نے نقل کی ہے اور تقویٰ کے معنی محافظت کرنا حدود الہٰی کا ہے اور وفا کرنا عہدوں اس کے کا اور پھر بھی قسمیں تقویٰ کی ہیں ہر ایک مرتبہ کے موافق شایانِ شان ہے اور پتھر اور درخت کے نزدیک یاد کرنا اللہ کو اشارہ ہے طرف مقام مشاہدہ کے اوپر وحدانیت اللہ تعالےٰ کی کے یعنی جو چیز دیکھی جاتی ہے وہ اسی کی قدرت کاملہ سے پیدا ہوئی ہے اور اس کا بنانے والا ایک ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ حاصل مطلب اس کا یہ ہے کہ دنیا میں انسان ہر کام سے بعد تکمیل اس کے فراغت پا سکتا ہے مگر ذکر الہٰی ایسی شے ہے کہ آخر دم تک اس سے فارغ نہیں ہو سکتا بلکہ بندہ یہ خیال کرے کہ میں پیدا ہی ذکر الہٰی کے واسطے ہوا ہوں اور تمام حیاتی مجھ کو اسی میں خرچ کرنی ہے جب یہ تصور کرے گا تو ذکر الہٰی اس کی غذا ہو جاوے گی پھر اس کو ہر وقت اپنے اللہ کے سوائے کسی سے کلام کرنے کی فرصت نہ ہوگی اور وہ ہر حالت میں اپنے اللہ کا ہم جلیس ہوگا پھر اس آیت کا پورا حق ادا کرے گا۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنَ ۝ ترجمہ: اور نہیں پیدا کیا ہم نے جنوں اور انسانوں کو مگر وہ کہ ہماری عبادت کریں۔ اسی واسطے اہل ذکر کی فضیلت سخی سے زیادہ ہے جیسا کہ حدیث شاہد ہے لَوْ اَنَّ رَجُلًا فِیْ حَجْرِهٖ دَرَاهِمَ یَقْسِمُهَا وَاٰخِرُ یَذْکُرُوا اللّٰہَ کَانَ الذَّاکِرُ لِلّٰہِ اَفْضَلُ (ترجمہ) اگر تحقیق ایک آدمی ہو کہ اس کی گود میں درہم ہوں کہ بانٹتا ہوا ور ذکر نہ کرتا ہو دوسرا آدمی ہو کہ ذکر کرتا ہو اللہ تعالیٰ کا اور درہم نہ بانٹتا ہو پس ذکر کرنے والا خاص اللہ کے واسطے افضل ہے اس درہم بانٹنے والے سے۔ اس واسطے کہ جو شخص اللہ کو یاد کرتا ہے اللہ بھی اس کو یاد کرتا ہے اور اللہ کا یاد کرنا اپنے بندوں کو افضل ہے ہر چیز سے بندے کے حق میں۔ اب تم کو اہل دنیا کی وقعت اور شان و شوکت دیکھ کر یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ عاقبت میں بھی یہ لوگ خدا کے دوست اور اعلیٰ عزت والے خدا کے نزدیک ہوں گے نہیں بلکہ قیامت کے دن اہل ذکر ہی کی عزت اور عظمت ہوگی۔ اللہ تعالےٰ کے نزدیک اور یہ شان و شوکت دنیاوی جو غفلت اور فخر کا سبب ہے۔ اس کی وجہ سے اہل دنیا ذلیل اور خوار ہوں گے۔ اس کی شہادت میں اس مضمون کو یہ حدیث ادا کر رہی ہے

marfat.com

ابن حبان رضی اللہ عنہ طبرانی ابویعلےٰ نے نقل کی ہے یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰی عَزَّوَجَلَّ سَيَعْلَمُ أَهْلُ الْجَمْعِ الْيَوْمَ مَنْ أَهْلُ الْكَرَمِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ مَجَالِسُ الذِّكْرِ مِنَ الْمَسَاجِدِ (ترجمہ) فرماتا ہے اللہ غالب اور بزرگ کہ قریب ہے جانیں گے صاحب جمع کے یعنی قیامت کے دن والے اس دن کہ کون ہیں صاحب بزرگی کے لائق عزت اور اکرام کے کہ جن پر اللہ تعالیٰ انعام اور بخشش کرے گا عرض کی اصحاب رضی اللہ عنہم اجمعین نے کون ہے صاحب بزرگی کے لیے رسول اللہ کے آپ نے فرمایا صاحب مجلسوں ذکر کے مسجدوں سے یعنی جو دنیا اور بازارِ دنیا کو ترک کر کے خدا کے ذکر میں مسجدوں میں مشغول ہیں۔ پس بظاہر اگرچہ اہل اللہ حالت مسکینی یا افلاس میں ہوں اور نادان اُن کی وقعت نہ کریں۔ ان کے پس غیبت عیب جوئی میں مشغول ہوں اور جو اُمراء ہیں اُن کی شان وشوکت دیکھ کران کو صاحبِ وقعت اور صاحب بزرگی کا خیال کریں۔ عاقبت میں بھی تو یہ حدیث اس کی تردید کر رہی ہے کہ اللہ کے نزدیک عزت اہلِ ذکر کی ہے اور شیطان کے وسوسہ کو بھی اللہ کا ذکر ہی دفع کرتا ہے اس کے بیان میں ابن ابی شیبہ نے حدیث نقل کی ہے: مَا مِنْ آدَمِيٍّ اِلَّا لِقَلْبِهٖ بَيْتَانِ فِيْ أَحَدِهِمَا الْمَلَكُ وَفِي الْآخَرِ الشَّيْطٰنُ فَإِذَا ذَكَرَ اللّٰهَ خَنَسَ وَإِذَا لَمْ يَذْكُرِ اللّٰهَ وَضَعَ الشَّيْطٰنُ مِنْقَارَهٗ فِيْ قَلْبِهٖ وَوَسْوَسَ لَهٗ۔ (ترجمہ) نہیں کوئی آدمی مگر کہ واسطے دل اس کے کے دو مکان ہیں ایک میں ان سے فرشتہ ہے یعنی الہام کرتا ہے اچھی باتیں اور ذکر خدا کا اور دوسرے میں شیطان ہے یعنی برائی اور وسوسہ اور غفلت ڈالتا ہے پس جب یاد کرتا ہے بندہ اللہ تعالیٰ کو تو پیچھے ہٹ جاتا ہے شیطان اور جب نہیں یاد کرتا بندہ اللہ تعالیٰ کو تو شیطان اپنا منہ اس کے دل میں رکھتا ہے اور وسوسے ڈالتا ہے اور جب تک کہ بندہ اللہ کا ذکر نہیں کرتا یہی حال رہتا ہے شیطان کا آدمی کے ساتھ۔ واضح ہو کہ ذکر الٰہی کے فائدے تو بہت ہیں جو بیان نہیں ہو سکتے۔ مگر مختصر بیان کئے جاتے ہیں چونکہ اہل ذکر کی محبت اللہ تعالیٰ کو ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کی محبت ہر چیز کے اندر ڈال دیتا ہے جہاں بیٹھتا ہے وہ زمین بھی خوش ہوتی ہے جس راستہ میں چلتا ہے وہ راستہ بھی خوش ہوتا ہے جس فرش پر سوتا ہے وہ فرش بھی خوش ہوتا ہے چنانچہ طبرانی نے حدیث

marfat.com

نقل کی ہے اِنَّ الجَبَلَ یُنَادِیُ الجَبَلَ بِاسْمِہٖ اَیْ فُلَانُ ھَلْ مَرَّبِکَ اَحَدٌ یَذْکُرُ اللّٰہَ فَاِذْ قَالَ نَعَمْ اِسْتَبْشَرَ (ترجمہ) تحقیق ایک پہاڑ پکارتا ہے دوسرے پہاڑ کو ساتھ نام اس کے کہ جس کے نام سے وہ مشہور ہے جیسا کہ جبل اُحد وغیرہ کیا تجھ پر کوئی گزرا ہے کہ یاد کرتا ہو اللہ کو۔ پس جب کہتا ہے پہاڑ دوسرا، ہاں! گزرا ہے تو خوش ہوتا ہے پہاڑ پوچھنے والا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت ہے کہ اسی طرح ہر صبح و شام ایک ٹکڑا زمین دوسرے ٹکڑے زمین سے پوچھتا ہے کہ تجھ پر کسی نے نماز پڑھی ہے یا ذکر کیا ہے اللہ کا۔ جب وہ ٹکڑا کہتا ہے ہاں تو بزرگ جانتا ہے وہ ٹکڑا پوچھنے والا۔ اس دوسرے ٹکڑے زمین کو اپنے اوپر اور جو بندہ کسی ٹکڑے زمین پر نماز پڑھتا ہے یا ذکر کرتا ہے اللہ کا تو وہ ٹکڑا زمین کا اس کے واسطے روبرو پروردگا اس کے کے گواہی دے گا اس کی عبادت کی جو اس پر کی ہے اس نے اور روتا ہے اس پر وہ ٹکڑا زمین کا جس دن مرتا ہے وہ ذکر نے والا اللہ کا یا نماز پڑھنے والا اور جیسا کہ زمین شرف پاتی ہے ذکر الٰہی کا اس پر کرنے سے، ایسا ہی ساعتیں اور وقت اور دن بھی خوش ہوتے ہیں، اور اگر کسی وقت میں ذکر اللہ کا نہ کیا جاوے تو موجب حسرت ہوتا ہے۔ طبرانی نے حدیث نقل کی ہے لَیْسَ یَتَحَسَّرُ اَھْلُ الْجَنَّۃِ اِلَّا عَلٰی سَاعَۃٍ مَّرَّتْ بِھِمْ وَلَمْ یَذْکُرُ اللّٰہَ تَعَالٰی فِیْھَا (ترجمہ) نہیں کریں گے جنت والے افسوس کسی چیز پر مگر اس ساعت پر کہ گزری ہے ان پر اور نہیں یاد کیا اس میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کو اور بعضوں نے کہا کہ یہ حسرت قیامت کے دن ہو گی پہلے داخل ہونے جنت سے اس لئے کہ بعد داخل ہونے جنت کے حسرت کہاں ہو گی سوائے چین اور فرحت کے اور بعضوں نے کہا ہے کہ دخولِ جنت کے بعد بھی یہ حسرت ہو سکتی ہے کہ اہل جنت افسوس کریں گے اس ساعت پر کہ گذر گئی سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے اس واسطے کہ جنت میں بھی مختلف مراتب ہوں گے جو زیادہ ذکر الٰہی اور اعمال والے ہیں ان کو زیادہ دیدار الٰہی ہو گا اور وہ افسوس کریں گے کہ اس ساعت میں اگر ذکر الٰہی کیا ہوتا تو آج زیادہ دیدار الٰہی حاصل ہوتا اور اس وقت پر افسوس کریں گے جو انہوں نے ضائع کیا تھا۔ اگرچہ اس ساعت میں چپکا رہا تو بھی موجب حسرت ہے۔ بہت اعلیٰ شان ہے اس کی جو ہر ساعت ذکر الٰہی میں مشغول رہے

marfat.com

اور ذکر الٰہی کے کرنے میں اگر مصائب پیش آویں یا لوگ طعن یا تشنیع کریں تجھ کو یا دیوانہ کہیں تجھ کو تو نہ گھبرا کر ذکر الٰہی نہ چھوڑ دے بلکہ خوش ہو اور جو دنیا خدا سے غافل کرنے والی ہے اس سے تو بھی غافل ہو اور اس کی طرف سے دیوانہ ہو کر ذکر الٰہی میں ہوشیار اور عقلمند ہو

نیک باشی و بدت گوید خلق   بہ کہ بد باشی و نیکت گویند

ایسا ہی انبیا علیہم السلام کو بھی احمق لوگ یہی کہا کرتے تھے اب تو خوش ہو کہ یہ لقب تجھ کو ملا ہے اور یہ علامت کامل ہونے کی ہے ذکر الٰہی میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ (ترجمہ) ہر حال میں اللہ کا شکر ہے۔ اس کی تصدیق میں یہ حدیث نقل کی ہے۔ ابن حبان احمد ابو یعلیٰ ابن سنی سے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ (ترجمہ) بہت یاد کرو اللہ تعالیٰ کو یہاں تک کہ لوگ کہیں تجھ کو کہ یہ دیوانہ ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے زمانے میں ہوتے تو لوگ کہتے کہ وہ دیوانے ہیں اور وہ کہتے لوگوں کو یہ ایمان نہیں لائے قیامت پر۔ پس لائق ہے کہ لوگوں کے کہنے پر خیال نہ کرو اور ذکر الٰہی کثرت سے کرتا رہ اور حقیقت میں یہ بڑی بزرگی ہے جب کہ ہم پہلے کہہ چکے ہیں کہ یہ تجھ کو خطاب انبیا علیہم السلام کا جو افضل البشر ہیں ملا اسی واسطے کہ احمق لوگ انبیا علیہم السلام کو بھی کہا کرتے تھے کہ یہ دیوانے ہیں۔ علٰے ہذا القیاس جس راستے میں چلے یا کسی فرش پر سوئے اور ذکر نہ کرے یہ بھی بڑا موجب حسرت ہے اس بارے میں نسائی، احمد بن حبان رضی اللہ عنہ نے نقل کی ہے وَمَا مَشٰی اَحَدٌ اِلٰی فِرَاشِہٖ لَمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ فِیْہِ اِلَّا کَانَ عَلَیْہِ تِرَۃً وَمَا اَوٰی اَحَدٌ اِلٰی فِرَاشِہٖ لَمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ فِیْہِ اِلَّا کَانَ عَلَیْہِ تِرَۃً (ترجمہ نہیں چلتا کوئی شخص کسی راہ میں کہ نہ یاد کرتا ہو اللہ تعالیٰ کو اس میں مگر ہوگا نہ ذکر اس کا موجب حسرت کا اور نہیں جگہ پکڑتا کوئی شخص بستر اپنے پر کہ نہ یاد کرے اللہ تعالیٰ کو اس میں مگر ہوگا نہ ذکر کرنا اس کا اس پر موجب حسرت اس لئے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کاش! گونگا ہوتا میں غیر ذکر خدا کے سے یعنی جو زبان ذکر الٰہی میں نہ جاری ہو تو بہتر ہے کہ وہ منہ میں نہ رہے کیونکہ اگر ہلے گی سوائے ذکر الٰہی کے تو اس کی وبال جان ہوگی اور اسی واسطے فرمایا

marfat.com

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ زبان کی وجہ سے بہت سے لوگ دوزخ میں ہوں گے اور ذکر اللہ کا کرنا بڑے مرد کا کام ہے۔ اس کی شجاعت میں ایک حدیث نقل کی ہے۔ بزاز اور طبرانی نے اوسط میں ذَاکِرُ اللّٰہِ فِی الْغٰفِلِیْنَ بِمَنْزِلَۃِ الصَّابِرِ فِی الْفَارِّیْنَ۔ (ترجمہ) یاد کرنے والا اللہ تعالیٰ کا بیچ غفلت کرنے والوں کے یعنی اللہ کی یاد سے جو غافل ہوں اور بیع شراع کرنے میں بازاروں میں مشغول ہو ان میں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے وہ اس کے قائم مقام ہے کہ کفار سے لڑائی کے وقت اور لوگ تو بھاگ جاویں اور وہ اکیلا لڑتا رہے یعنی بڑا اعلیٰ مرتبہ والا شخص ذکر اللہ تعالیٰ کا کرنے والا ہے اور اس ذکر الٰہی کرنے والے کو صابر کے ساتھ تشبیہ دینے کی وجہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ واضح ہو کہ ہر حالت میں ذکر الٰہی موجب فرحت ہے اور ذکر الٰہی سے غافل ہونا موجب حسرت ہے۔ ہر ایک اپنے مقام میں بیان ہو چکا ہے لیکن ایسی مجلس کا بیان ابھی نہیں ہوا کہ جس میں لوگ جمع ہوں اور خدا کو یاد نہ کریں اس کا کیا حال ہے۔ ایسی مجلس کی کیفیت خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرماتے ہیں: مَا مِنْ قَوْمٍ جَلَسُوْا مَجْلِسًا وَّ تَفَرَّقُوْا مِنْہُ وَلَمْ یَذْکُرُوا اللّٰہَ فِیْہِ کَاَنَّمَا تَفَرَّقُوْا عَنْ جِیْفَۃِ حِمَارٍ وَّ کَانَ عَلَیْہِمْ حَسْرَۃً یَّوْمَ الْقِیَامَۃِ (ترجمہ) نہیں کوئی قوم کہ بیٹھے ایک مجلس میں پھر جدا ہو جاویں اس سے اور نہ یاد کریں اللہ تعالے کو اس میں گویا کہ وہ جدا ہوئے مردار گدھے کے سے اور ہو گی یہ مجلس ان پر موجب حسرت قیامت کے دن۔

اس حدیث میں نفرت دلائی ہے غفلت سے اور مجلس غفلت والی سے کہ ایسی غفلت والی مجلس میں ہرگز نہ بیٹھے اور رغبت دلائی ہے ذکر پر پس ذکر کرنے والے مشابہ ہوں گے حلال کھانے والے کے اور جو غفلت کرنے والی مجلس ہے وہ مشابہ ہے حرام کھانے والے مردار گدھے کے اور تخصیص گدھے کی اس واسطے کی گئی ہے کہ کراہیت میں برا ہے حیوانات سے خلاصہ یہ ہے کہ غفلت کی مجلس ایسی ہے جیسے گدھے کے مردار پر اسی کا گوشت کھاتے آتے ہیں کتے وغیرہ۔ اس سے جدا ہونا بہت فضیلت رکھتا ہے گویا کہ حرام سے جدا ہو کر حلال کی طرف متوجہ ہونا باعث ہے خلاصی ناراضی خدا سے۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

marfat.com

اہلِ دنیا کافرانِ مطلق اند — روز و شب در حق حق و بق بق اند
اہلِ دنیا چوں سگاں دیوانہ اند — دور شو زیشاں ہمہ بیگانہ اند
اہلِ دنیا چہ کہیں و چہ مہین — لَعْنَتُ اللّٰہِ عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن
چیست دنیا از خدا غافل بُدن — نے لباس نقرہ و فرزند و زن

رومی

اب اس غفلت والی مجلس کے مقابلہ میں جو مجلس اہلِ ذکر کی ہے اس کی مشابہت باغ بہشت کی ہے جو اس میں بیٹھ گیا تو بہشت میں بیٹھ کر پھل بہشت کے کھانے لگ گیا۔ اس بارہ میں حدیث شریف وارد ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِذَا مَرَرْتُمْ بِرِیَاضِ الْجَنَّۃِ فَارْتَعُوْا قَالُوْا مَارِیَاضُ الْجَنَّۃِ قَالَ حِلَقُ الذِّکْرِ (ترجمہ) جب کہ گذرو تم بہشت کے باغوں میں تو میوے کھاؤ ان میں سے اصحاب نے عرض کی کیا ہیں باغ بہشت کے ارشاد فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ حلقے ذکر کے ہیں باغ بہشت کے اصل معنی یہ ہیں کہ جب گذرو تم ایک جماعت پر کہ یاد کرتی ہو اللہ تعالیٰ کو ایک مکان میں پس تم بھی ان کے ساتھ بیٹھ کر ذکر کرو اللہ تعالےٰ کا یا سنو اذکار ان کے اس واسطے کہ وہ باغِ جنت میں ہیں اب بھی بہشت میں ہیں اور آئندہ بھی ہوں گے چنانچہ فرمایا اللہ تعالےٰ نے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّہٖ جَنَّتَان بعضوں نے اس آیت کے معنی یہ کئے ہیں واسطے اس شخص کے کہ خوف کرتا ہے اپنے رب کا دو جنتیں ہیں ایک جنت دنیا میں ہے اور وہ یہ حلقے ذکر کے ہیں اور دوسری عقبےٰ میں ہیں جو مقام دیدار الٰہی کا ہے اور میوے کھانے کا یہ مطلب ہے کہ اس مجلس میں بیٹھ کر ذکر الٰہی کرو کیونکہ یہ سبب حاصل ہونے باغ بہشت کا ہے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ شارح صحیح مسلم نے کہا ہے کہ اس حدیث میں اشارہ ہے اس پر جیسا کہ ذکر مستحب ہے ایسا ہی حلقہ ذکر والے میں بیٹھنا بھی مستحب ہے خوب جان کہ دونوں مجلسوں کا مقابلہ تو تجھ پر واضح ہو گیا ہے۔ اب اگر تجھ کو اللہ ہدایت فرما دے تو ذکر کی مجلس جو دنیا میں بمنزلہ جنت کے ہے اور اس میں ذکر بمنزلہ پھل جنت کے ہے بیٹھ اس میں اور کہا مبارک ہو تجھ کو ورنہ گدھے مردار کی سی مجلس ہے غفلت والی۔ اس میں بیٹھ کر بے نصیب رہنا موجب حرمان اور ناراضگی خدا تعالےٰ کی ہے پس یقین کر کہ یہ مجلس بمنزلہ دوزخ کے ہے العیاذ باللہ جب یہ راز تجھ پر وا ہو گیا کہ

marfat.com

مجلس ذکر کی بہشت ہے اس میں ذکر کرنا ہے پھل کھانا بہشت کا تو اس میں بیٹھ کر کھا اور اس کی حرص بڑھا اور بہت طمع کر اس کی تاکید میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ نے نقل کیا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ لَا تَزَالُ اَلْسِنَتُھُمْ رَطْبَۃً مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ وَھُمْ یَضْحَکُوْنَ ہ ترجمہ تحقیق وہ لوگ جن کی زبانیں تر ہیں یاد الٰہی سے داخل ہوں گے بہشت میں اس حالت میں کہ خوشی سے ہنستے ہوں گے۔ اے طالب مولا یہ تیری خوش قسمتی کا مقام ہے کہ تیری زبان ہلانے سے یہ نعماء حاصل ہوں پھر بھی اگر تو سستی کرے تو یہ تیری بدنصیبی کا باعث ہے اور یہ تو فقر فاقہ میں بھی تو حاصل کر سکتا ہے کچھ تجھے پیسے ٹکے کے خرچ کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی اور اس میں نمک مرچ کی بھی ضرورت نہیں اگر حقیر کی مجلس جیسا بھی ہو تو اس میں بیٹھے اور اس جیسی بھی تو اس سے محبت رکھے تب بھی تجھ کو یہ نعماء حاصل ہوں گی اور حقیر کی مجلس میں تو تیرا پیسہ کا تمبا کو بھی خرچ ہوتا ہے اس میں وہ بھی نہیں پھر غور کر اللہ تعالیٰ کے انعام کو کہ کیسا انعام عام پھیلایا ہے اس لئے کہ اگر حالت سلطنت یا امارت یا فلاکت یا کسی اور قسم کی رہائیت ہو تو بھی تجھ کو اللہ تعالیٰ اس ذکر کی وجہ سے اعلےٰ درجہ کی بہشت میں اعلےٰ مرتبہ عنایت فرمائے گا تو کسی حالت میں سست اور ناامید وار مایوس نہ ہو رحمت الٰہی سے اور تو کوشش اور ہمت کر اَلسَّعْیُ مِنَّا وَالْاِتْمَامُ مِنَ اللّٰہِ (ترجمہ) کوشش ہماری طرف سے ہے اور پورا کرنا اللہ کی طرف سے اس کی شہادت میں ایک حدیث بھی سن لے اور یہ حدیث ابویعلیٰ نے نقل کی ہے لَیَذْکُرَنَّ اللّٰہَ قَوْمٌ فِی الدُّنْیَا عَلَی الْفُرُشِ الْمُمَھَّدَۃِ یُدْخِلُھُمُ الْجَنَّۃَ الْعُلْیَا (ترجمہ) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قسم سے اللہ تعالیٰ کی البتہ یاد کرتی ہے اللہ کو ایک قوم دنیا میں اوپر بچھونے بچھے ہوئے کے داخل کرے گا ان کو اللہ تعالیٰ بلند بہشتوں میں اب یہ حدیث اس پر ظاہر دلالت کرتی ہے کہ بادشاہ اور امیر اور اہل دنیا چین والوں کو منع نہیں کرتی حشمت اور رفاہیت ان کی ذکر اللہ تعالیٰ کے سے اور وہ بھی ثواب دیئے جاویں گے ذکر کا داخل کرے گا اللہ تعالیٰ ان کو جنات اعلیٰ میں اب یقین جان کہ راضی کرنے والا اللہ تعالےٰ کا اور دیدار الٰہی کے شرف حاصل ہونے کا باعث ذکر الٰہی ہے اللہ تعالےٰ نے جس شخص کو اس کی توفیق دی تو اس کو مضبوط پکڑ لے

marfat.com

پھر تو گویا اس نے دولت دارین حاصل کر لی۔ اب یہ جو ہم نے بیان کیا ہے تو اجمالی طور پر بیان کیا ہے اور اگر اے طالب مولا تو ہم سے اس کی تفصیل پوچھے کہ کس ترتیب یا کس طریقے سے ذکر کریں تو یہ ہم نے تحریر نہیں کیا اس واسطے کہ یہ تحریر سے حاصل نہیں ہوتا۔ اس کی تلقین صدر اولیا ءکرام سے حاصل کر کہ وہ گنج ہے معنی کا۔ بحر ذخار ٹھاٹھیں مار رہا ہے۔ اس وقت ایک شعر اس کی تعلیم کے واسطے کافی سمجھتے ہیں تاکہ تو توجہ کرے ؎

قال را بگذار مرد حال شو　　　پیش مرد کاملے پامال شو

ہم تو فقط غفلت دور کرنے کے واسطے تجھے ہوشیار کرتے ہیں کہ اپنے مولا کی یاد میں مشغول ہو، تیرا مولیٰ تجھ کو کس قدر سوز کی ندائیں دے دے کر اپنی طرف بلاتا ہے اور یہ جو ہم نے احادیث لکھی ہیں ان کو بھی حقیقت میں خدا ہی کا کلام سمجھنا چاہیئے کیونکہ آیت اور حدیث میں فقط اس قدر فرق ہے کہ قرآن مجید وحی جلی ہے اور حدیث شریف جو کلام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہے وہ وحی خفی ہے حقیقت میں وہ بھی خدا کا کلام ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى (ترجمہ) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بولتے اپنی خواہش سے یہ تو حکم ہے جو پہنچتا ہے ان کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے اور مولانا روم صاحب اس کے ترجمہ میں فرماتے ہیں ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود　　　گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

اے نفس تو بھی کچھ نصیحت پکڑ اے ظالم نفس اور بدن تم بھی مولیٰ کی یاد میں میری موافقت کرو۔ کیونکہ جو نعمتیں اور مراتب ذکر سے حاصل ہوں گے تم بھی ان میں برابر کے حصہ دار ہو پھر بھلا تم کیوں مجھ کو اس کی طرف کھینچتے ہو جس طرف کہ روح سر اور خفی اور اخفےٰ کا کچھ بھی حصہ نہیں بلکہ سراسر ضرر اور ہجر اور غضب کا پہاڑ ہے۔ اب اس وقت افسوس اور فراق سے اپنے اللہ تعالیٰ کے حضور میں مدد طلب کر کے اپنے مقصود کو بطور عرضی کے بیان کرتا ہوں وہ یہ ہے ؎

در پہ تیرے آپڑا ہوں اے خدا　　　جان تیری ذات پر ہو وے فدا
ذات اپنی سے نہ کر یو تو جدا　　　کیونکہ مدت سے ہے یہ میری صدا
طلب میں ہو جاؤں تیری گر کر ہلاک　　　وصل ہو تجھ سے مرا اے ذات پاک

marfat.com

هَلاكِي فِي سَبِيْلِكَ لِي حَيَاتٌ ۔ فَاِنَّ الشُّغْلَ عَنْهَا لِي مَمَاتٌ

ہے یہی تکلیف ہم کو اے خدا ۔ آپڑے ہم اس جہاں میں ہیں جدا

وصل ہو گا کب ہمارا اے خدا ۔ اس کی بھی ہم کو سنا دے کچھ ندا

زندگی سے موت ہی محبوب ہے ۔ وصل جس میں یار کا مطلوب ہے

وصل ذات کے طالب تو بہت ہیں مگر قرضہ جو وصل کل ہے یعنی قیمت اگر یہ پہلے ادا کی جاوے تو پھر مطلوب کا وصل یقین ہے حاصل ہو جائے گا۔ وہ قرضہ کیا ہے ذکر الٰہی اور طاعت الٰہی۔ حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے سوانح میں منقول ہے کہ جب خلیفہ ہارون الرشید ایام حج میں مکہ میں گیا تو اس نے اپنے وزیر فضل بن ربیع سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ کسی مرد خدا سے ملاقات کروں تو فضل بن ربیع اس کو خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے پاس لے گیا۔ جب قریب پہنچے تو خواجہ نے معلوم کیا کہ کوئی شخص آتا ہے پہلے ہی آواز دی کہ کون آتا ہے۔ وزیر نے جواب میں کہا امیر المومنین ہارون الرشید ہیں چونکہ وہ رات کا وقت تھا اور خواجہ چراغ کی روشنی میں تلاوت قرآن مجید کر رہے تھے۔ خواجہ نے وزیر کی آواز سنتے ہی چراغ بجھا دیا اور دروازہ کھول دیا۔ ہارون الرشید اندر جا کر خواجہ کو ڈھونڈتا تھا تاکہ خواجہ کے اندام پر ہاتھ لگ گئے۔ خواجہ نے آواز دی کہ اے ہارون الرشید تو نرم ہاتھ رکھتا ہے مبادا کہ یہ ہاتھ تیرے دوزخ کے ایندھن ہوں۔ ہارون الرشید یہ سن کر رویا اور عرض کیا کہ اے خواجہ مجھ کو کچھ نصیحت فرما۔ خواجہ نے فرمایا کہ باپ تیرا چچا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے میدان قیامت میں اپنے باپ سے شرمندہ نہ ہو جیو۔ اس وقت اطاعت الٰہی اور عبادت الٰہی میں کوشش کر۔ پھر ہارون نے کہا اور زیادہ نصیحت کیجئے۔ پھر خواجہ نے فرمایا کہ خلق پر رحم کر اور راہ ادب کی چل۔ پھر ہارون الرشید نے پوچھا کہ آپ کے ذمہ کچھ قرض ہے تو فرمائیے کہ میں ادا کروں خواجہ نے جواب میں کہا کہ قرض تو بہت میرے ذمہ ہے مگر وہ خاص میرے ذمہ ہے اور وہ تم سے ادا نہ ہو سکے گا۔ ہارون الرشید نے کہا کہ ایسا کیا قرض ہے جو صرف آپ ہی سے ادا ہو سکتا ہے۔ حضرت خواجہ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ طاعت الٰہی اور یاد الٰہی ہے جو میرے ہی ذمہ خاص ہے اور وہ تجھ سے نہیں ادا ہو سکتی، ہارون یہ سن کر

marfat.com

روتا ہُوا باہر نکل آیا اور دستِ تاسف ملنے لگا۔ اب جاننا چاہئیے کہ یہ فرض ہر فرد بشر کے ذمہ ہے۔ اے بندے بے فکر نہ بیٹھ یہ بہت بڑا بھاری بوجھ ہے اگر یہ چاہیں کہ یہ آسانی سے ہو سکے تو اس کو عقل تسلیم نہیں کر سکتی کیونکہ دوا شیریں اور لذت والی بھی ہو اور خوشبودار بھی ہو تو مرض کے دفع کرنے والی نہ ہو گی بلکہ کڑوی اور تلخ دوا جس سے طبیعت نفرت کرے اس کے پینے سے پہلے تکلیف تو ہو گی مگر انشاءاللہ اخیر میں مرض زائل ہو کر صحت حاصل ہو گی۔ اسی طرح ذکر الٰہی ہے کہ پہلے پہلے ذرا تکلیف کر کے اور دل کو ٹھیرا کر اس کو اختیار کر۔ پھر وصل محبوب کا حاصل ہو جاوے گا۔

حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے حال میں لکھا ہے کہ ابتدائے مجاہدہ میں آپ رات بھر آنکھوں میں نمک کی ڈلی پھیرتے تھے تاکہ نیند دفع ہو جاوے۔ اسی طرح سالہا سال تک نمک کی ڈلی پھیر پھیر کر نیند دفع کرتے رہے جب مجاہدہ سے فارغ ہوئے اور حساب کیا تو سات سیر نمک حساب میں آیا تھا جو آنکھوں میں صرف ہُوا، ایسی محنت اور مشقت سے متقدمین واصل ہوتے تھے اور بلند ہمت رکھتے تھے۔ ہم سب اہل ایمان اللہ جل شانہٗ یہ توفیق عنایت فرماوے۔ آمین ثم آمین !

باب دوم

:. بیچ بیان اس مسئلہ کے کہ ذکر الٰہی کرنے والا غازی فی سبیل اللہ سے ایک درجہ افضل ہے۔

کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہے اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ وَاَرْفَعُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ قَالَ الذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّ الذَّاکِرَاتِ قَالَ وَمِنَ الْغَازِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَیْفِہٖ فِی الْکُفَّارِ وَالْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یَنْکَسِرَ وَیَخْتَضِبَ دَمًا فَاِنَّ الذَّاکِرَ لِلّٰہِ اَفْضَلُ مِنْہُ دَرَجَۃً رواہ الترمذی (ترجمہ) تحقیق رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سوال کئے گئے کہ کونسا بندہ بندوں میں سے افضل اور بلند مرتبہ والا ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک قیامت کے دن فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرنے والے مرد اور عورتیں یہ افضل ہیں۔ پھر سوال کیا کسی نے کہ جو شخص اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہے اس سے ذکر کرنے والے کا مرتبہ اونچا ہوگا۔ فرمایا ہاں! اگرچہ مارے غازی ساتھ تلوار اپنی کے کفار اور مشرکین میں یہاں تک کہ تلوار ٹوٹ جاوے اور خون میں رنگ جاوے یعنی وہ غازی شہید ہو جاوے اور تلوار خون سے رنگ جاوے پھر بھی اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے والے کا ایک درجہ اس غازی سے افضل ہے اب خیال کا مقام ہے کہ اللہ جل شانہ نے کیسی نعمت عنایت فرمائی ہے کہ وہ جہاد اس سے کم درجہ کا ہے وہ بہت بڑے شرائط اور انتظام کے ساتھ حاصل ہو سکتا ہے۔ اگر بالفرض والتقدیر حاصل بھی ہو جائے تو پھر بھی بمقابلہ دشمن کے دلیری ہو یا نہ ہو پھر اگر ہو تو خطرات سے دل اس وقت پاک ہو یا نہ ہو خلوص کی نوبت پہنچے یا نہ پہنچے۔ اب یہ تو اپنے لحاف میں سردیوں میں بیٹھ کر کر سکتا ہے۔ اور گرمیوں میں باغوں میں اور سرد نہروں کے کنارے اور برف کے ٹھنڈے پانی پی کر اور ٹھنڈی ہوائیں لیکر تو کر سکتا ہے اور غازی سے ایک درجہ بلند تجھ کو ملے گا پھر بھی اگر تو سست

marfat.com

اور غافل رہے تو بہت ہی گھاٹے میں ہے حالانکہ یہ ذکر تجھ کو نجات دینے والا ہے تکالیف دینی اور دنیوی سے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے: عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَّصِقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا مِنْ شَيْءٍ اَنْجٰى مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ قَالُوْا وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ لَا وَاِنْ يَضْرِبَ بِسَيْفِهٖ حَتّٰى يَنْقَطِعَ رواه البيهقى فى دعوات الكبير ه

(ترجمہ) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تحقیق فرمایا کہتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ ہر شے کے واسطے صیقل ہے اور صیقل دلوں کا ذکر اللہ تعالیٰ کا ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زیادہ کوئی شے نہیں نجات دینے والی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے عرض کیا اصحاب نے کہ جہاد اللہ تعالیٰ کے راستے میں بھی اس کے برابر نہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہے اگر مارے غازی ساتھ تلوار اپنی کے یہاں تک کہ شہید ہو جاوے یا تلوار ٹوٹ جاوے تاہم بھی ذکر الٰہی کرنے والے کے مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ جیساکہ پہلے حدیث میں آچکا ہے کہ ایک درجہ بلند ہوگا اللہ کے ذکر کرنے والے کا غازی فی سبیل اللہ سے اور اہل ذکر کی فضیلت فقط اسی قدر نہیں ہے کہ غازی سے ایک درجہ بلند ہے بلکہ ہر عمل سے جو سوائے ذکر کے ہے۔ اہل ذکر کا مرتبہ بلند ہے کیونکہ ایک حدیث شریف میں آیا ہے۔ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرِ اَعْمَالِكُمْ وَاَزْكَاهَا عِنْدَ مَلِيْكِكُمْ وَاَرْفَعِهَا فِيْ دَرَجَاتِكُمْ وَخَيْرٍ لَّكُمْ مِّنْ اِنْفَاقِ الذَّهَبِ وَالْوَرِقِ وَخَيْرٍ لَّكُمْ مِّنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّكُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَهُمْ وَيَضْرِبُوْا اَعْنَاقَكُمْ قَالُوْا بَلٰى قَالَ ذِكْرُ اللّٰهِ۔ رواه احمد و مالك والترمذى و ابن ماجه

(ترجمہ) ابی درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا اس نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ خبر دوں ساتھ اچھے عمل تمہارے کے یعنی جو تمہارے عملوں میں سے سب سے زیادہ اچھا اور اعلیٰ عمل ہے اس کی خبر نہ دوں اور سب سے زیادہ پاک ہو اور بلند درجہ والا ہو نزدیک رب تمہارے کے اور بہتر ہو سونا اور چاندی خرچ کرنے سے اللہ کے راستے میں اور اس سے

marfat.com

بھی بہتر ہو کہ تم کفار کی ملاقات کرو اور ان کی گردنیں مارو یعنی قتل کرو اور وہ تمہاری گردنیں ماریں یعنی قتل کریں۔ عرض کی اصحاب نے کہ ہاں یا رسول اللہ فرمائیے۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر ان سب سے بہتر ہے۔ اب یہ امر واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر بہتر ہے سونا چاندی خدا کے راستے میں خرچ کرنے سے اور جہاد فی سبیل اللہ سے اور اگر کچھ روشنی نور الٰہی کی جس شخص کو عنایت ہوئی وہ یقین کرے گا کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے زیادہ کوئی عمل نہیں جو اللہ تعالیٰ تک پہنچا دے اور اس کو راضی کرے اور مراتب اعلیٰ حاصل ہوں۔ قیامت کے دن اب بڑا انعام اس شخص پر ہے اللہ تعالیٰ کا جس کی عمر لمبی ہو اور ذکر اللہ تعالیٰ کا کثرت سے کرتا ہو تو اس نے دنیا میں عاقبت کے واسطے ایک بڑا خزانہ جمع کیا ہے اس کی فضیلت میں حدیث ہے:۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ جَاءَ اَعْرَابِیٌّ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَیُّ النَّاسِ خَیْرٌ فَقَالَ طُوْبٰی لِمَنْ طَالَ عُمُرُہٗ وَحَسُنَ عَمَلُہٗ قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ قَالَ اَنْ تُفَارِقَ الدُّنْیَا وَلِسَانُکَ رَطْبٌ مِّنْ ذِکْرِ اللّٰہِ رواہ احمد والترمذی (ترجمہ) حضرت عبد اللہ بسر رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے روایت ہے کہا انہوں نے آیا ایک بدوی رسول اللہ علیہ وسلم کے حضور میں اور عرض کی اس نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کون سا آدمیوں میں زیادہ اچھا ہے فرمایا حضرت نے مبارک اور خوشی ہو جیو اس کو جس کی عمر لمبی ہو اور عمل اچھے ہوں۔ پھر عرض کی بدوی نے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عملوں میں سے کونسا عمل زیادہ تر اچھا ہے۔ فرمایا حضرت نے کہ جب تو دنیا سے رخصت ہووے تو زبان تیری اللہ کے ذکر سے تر ہو۔ اب جاننا چاہیئے کہ یہ احادیث جو وارد ہیں اس بارے میں کہ ذکر الٰہی کرنے والے کا درجہ غازی فی سبیل اللہ کے درجہ سے ایک درجہ بلند ہوگا تو پہلے یہ بھی ضرور معلوم کرنا چاہیئے کہ غازی فی سبیل اللہ کا مرتبہ کیا ہے اس کے مرتبہ کے بارے میں۔

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اَلْجَنَّۃُ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ (ترجمہ) کہ بہشت غازیوں کی تلوار کے سائے کے نیچے ہے اور فرمایا کہ غازی کے گھوڑے کی لید اور پیشاب اور پسینہ اور اس کے آگے کی گھاس جو اس گھوڑے کے منہ کو لگی ہے قیامت

marfat.com

کے روز نیکیوں کے پلڑے میں تولا جائے گا ایسا ہی غازی کا پسینہ اور پیشاب بھی حتیٰ کہ غازی کا سونا اور رجاگنا بھی نیکیوں میں تولا جاوے گا اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار تمام گناہوں کو دھو دیتی ہے اور شہداء کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کو مرا ہُوا نہ کہو یہ تمہارے سے بہتر زیادہ زندہ ہیں ایسے مرتبہ والے سے بھی ایک درجہ بلند ہے اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے والے کا۔ جب تو یہ سمجھ چکا تو ہوشیار ہو کر ذکر الٰہی میں کمر باندھ اور اہلِ ذکر کی مخالفت نہ کر اور ان کو برا نہ کہہ۔ ان کے ادب میں رہ اور ان کی محبت اور صحبت کو غنیمت جان اور اگر وہ تجھے نہ ملیں تو تو ان کی تلاش کر اور ان کی صحبت میں رہ کر ان سے تعلیم حاصل کر کے تو بھی خود ذاکر بن تاکہ تجھ کو بھی یہ مراتب عنایت ہوں اور ذکر الٰہی کرنے والے کا غازی سے ایک درجہ بلند ہونیکی ایک یہ بھی وجہ ہے کہ ذکر الٰہی کرنے والے کا دشمن سخت اور قوی ہے غازی کے دشمن سے اس واسطے کہ اگر غازی کا کافر سے مقابلہ ہُوا تو وہ کافر جو ظاہر ہے وہ تلوار یا تیر یا نیزے یا بندوق سے قتل ہو کر فیصلہ ہو جائے گا و نیز غازی شہید ہو جائیگا پہلی صورت میں غازی کو غزا کا مرتبہ ملا اور دوسری صورت میں شہادت کا مگر فیصلہ بہت جلد ہو گیا اب ذاکر جو مقابل نفس کا ہے اس پر بہت ہی دشوار ہے، نہ تو یہ تلوار سے مرتا ہے نہ تیر سے نہ نیزے سے اور نہ بندوق سے حتیٰ کہ توپ جو بہت بڑا ہتھیار ہے اگر بیس توپیں بھی نفس کے مقابلہ میں چلائی جاویں تو بھی نہیں مرتا اس کا ہتھیار جس سے یہ مر جائے ذکر اللہ تعالیٰ کا اور مجاہدہ اور روزہ اور خاموشی اختیار کرنی اور عوام الناس سے علیحدہ رہنا ہے اور یہی روز کا رونا ہے اور ہر روز نئے سرے سے اس کا سامان کرنا پڑتا ہے اور نفس ہر وقت اسی گھات میں رہتا ہے۔ کہ کونسا موقع ملے کہ اس کو دوزخ میں گراوے اور اسی بنا پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے جب جنگ سے فارغ ہو کر نماز پڑھنے لگے اِنَّا رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ (ترجمہ) رجوع کیا ہم نے چھوٹے جہاد سے طرف بڑے جہاد کے یعنی طرف نماز کے کیونکہ یہ بہت بڑا جہاد ہے۔ ایک بزرگ کی حکایت ہے کہ ایک دفعہ کہیں جہاد ہو رہا تھا تو اس کے نفس نے اس سے کہا کہ چل تو بھی جا کر جہاد میں شہادت حاصل کر وہ بزرگ اس کے کہنے سے جہاد کی طرف چلا جب راستہ میں دیکھا کہ نفس بڑا خوش ہو رہا ہے اور اس کو اس جہاد کی طرف جوش دلا رہا ہے کہ چل، وہ بزرگ متعجب ہو کر اپنے نفس سے

marfat.com

پوچھنے لگا کہ اے نفس تو تو نیک کاموں سے منع کرنے والا ہے تو اس پر خوش ہو کر مجھ کو کیوں کہتا ہے کہ چل یہ کیا وجہ ہے۔ نفس نے بزرگ کو جواب دیا کہ میں بڑا خوش ہوں کہ تو آج چل کر شہید ہو جاوے مجھ کو بہت پسند ہے کہ ایک دن کی تلوار ہر روز کی تلوار سے ایک دفعہ ہلاک ہو جاوے گا تو روز کی ہلاکت سے بچ جاؤں گا۔ بزرگ نے پوچھا کہ تجھ کو روز کا عذاب اور ہلاکت کیسا ہے۔ نفس نے جواب دیا کہ دن کو روزے رکھتے ہو اور رات کو تمام رات عبادت کرتے ہو اور اہل دنیا سے ملاقات نہیں کرتے ہو اور اچھا کھانا بھی مجھے کبھی نہیں کھلایا۔ اب ہر روز کی موت سے مجھے ایک دفعہ کی موت بہتر ہے میں اس واسطے خوش ہو رہا ہوں کہ چل کر شہید ہو۔ بزرگ اس کا یہ کلام سن کر جہاد کے ارادے سے باز رہا اور فرمایا کہ اے دشمن تجھ کو اسی جہاد اکبر میں مبتلا رکھوں گا اور ہر روز تجھ ہی سے لڑا کروں گا۔ اب اس حقیقت سے معلوم ہو گیا کہ عقل کے نزدیک بھی یہ امر حق ہے کہ ذاکر کا مرتبہ بلند ہے غازی فی سبیل اللہ سے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقِیْقَتِ حَالٍ ؛

marfat.com

باب سوم

زیچ بیان کرنے اس مسئلہ کے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کے یاد کرنے والے کے پاس تھوڑی دیر بیٹھ جائے اگرچہ ذکر بھی نہ کرے اور گنہگار بھی ہو پھر بھی اللہ تعالیٰ ان کی صحبت کی برکت سے اس کو بخش دیتا ہے اور اگر خلوص محبت سے ان کے پاس بیٹھے یا ان کے ساتھ ذکر کرے یا ان سے سیکھے پھر تو بڑی نعمت عظمیٰ اس کو مل گئی چنانچہ حدیث شریف میں اس کی فضیلت اس طرح بیان ہوئی ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللّٰهُ عنه قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً یَّطُوْفُوْنَ فِی الطُّرُقِ یَلْتَمِسُوْنَ اَهْلَ الذِّكْرِ فَاِذَا وَجَدُوْا قَوْمًا یَّذْكُرُوْنَ اللّٰهَ تَنَادَوْا هَلُمُّوْا اِلٰی حَاجَتِكُمْ فَیَحُفُّوْنَهُمْ بِاَجْنِحَتِهِمْ اِلَی السَّمَآءِ الدُّنْیَا قَالَ فَیَسْئَلُهُمْ رَبُّهُمْ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ مَا یَقُوْلُ عِبَادِیْ قَالَ یَقُوْلُوْنَ یُسَبِّحُوْنَكَ وَیُكَبِّرُوْنَكَ وَیَحْمَدُوْنَكَ وَیُمَجِّدُوْنَكَ قَالَ فَیَقُوْلُ هَلْ رَاَوْنِیْ قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ مَا رَاَوْكَ قَالَ فَیَقُوْلُ كَیْفَ لَوْ رَاَوْنِیْ قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْكَ كَانُوْا اَشَدَّ لَكَ عِبَادَةً وَّاَشَدَّ لَكَ تَمْجِیْدًا وَّاَكْثَرَ لَكَ تَسْبِیْحًا قَالَ فَیَقُوْلُ فَمَا یَسْئَلُوْنِیْ قَالُوْا یَسْئَلُوْنَكَ الْجَنَّةَ قَالَ یَقُوْلُ هَلْ رَاَوْهَا قَالَ فَیَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ یَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُ فَكَیْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ اَنَّهُمْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ عَلَیْهَا حِرْصًا وَّاَشَدَّ لَهَا طَلَبًا وَّاَعْظَمَ فِیْهَا رَغْبَةً قَالَ فَمِمَّ یَتَعَوَّذُوْنَ قَالَ یَقُوْلُوْنَ مِنَ النَّارِ قَالَ یَقُوْلُ فَهَلْ رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَا وَاللّٰهِ یَا رَبِّ مَا رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُ فَكَیْفَ لَوْ رَاَوْهَا قَالَ یَقُوْلُوْنَ لَوْ رَاَوْهَا كَانُوْا اَشَدَّ مِنْهَا فِرَارًا وَّاَشَدَّ لَهَا مَخَافَةً قَالَ فَیَقُوْلُ فَاُشْهِدُكُمْ اِنِّیْ غَفَرْتُ لَهُمْ قَالَ یَقُوْلُ مَلَكٌ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ فِیْهِمْ فُلَانٌ لَّیْسَ مِنْهُمْ اِنَّمَا جَآءَ لِحَاجَةٍ قَالَ

marfat.com

هُمُ الْجُلَسَاءُ لَا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ ۔ رواہ الشیخان ؏

ترجمہ: روایت ہے ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ کے واسطے فرشتے ہیں سوائے حفظہ کے یعنی جو فرشتے بندے کی حفاظت کے واسطے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں۔ ان کے سوا اور فرشتے اللہ تعالیٰ نے مقرر کئے ہیں کہ فقط ان کا یہی کام ہے کہ آسمانوں سے اتر کر زمین پر آویں دن رات ذکر کی مجلسیں اور حلقے ڈھونڈھ کر ان میں شامل ہوں اور ان کے واسطے دعا برکت کی کریں اور انکے حصول کار دین و دنیوی کے واسطے دعا خیر کریں اور حضور رب العالمین میں ان کا حال بیان کریں جب وہ زمین پر آتے ہیں تو پھرتے ہیں راستوں میں اور ڈھونڈتے ہیں ذکر الٰہی کرنے والوں کی مجلس کو یعنی حلقہ ذکر کو پس جب پاتا ہے بعض ان کا ایک جماعت کو کہ یاد کرتی ہے اللہ عزّوجل کو تو پکارتے ہیں آپس میں آؤ تم دوڑ کر جلدی سے اپنی حاجت کی طرف۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ پس گھیر لیتے ہیں سب جمع ہو کر اس مجلس ذکر کو ساتھ پروں اپنے کے آسمان دنیا تک ایک دوسرے کے نیچے اوپر۔ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب فرشتے اس مجلس سے فارغ ہوتے ہیں۔ یعنی جب ذکر کرنے والے مجلس سے بعد فراغت کے چلے جاتے ہیں تو وہ فرشتے چڑھتے ہیں آسمان کی طرف۔ جب فرشتے جناب باری تعالیٰ میں حاضر ہوتے ہیں تو پوچھتا ہے ان سے پروردگار عالم کا حالانکہ وہ بہت اچھا جانتا ہے ان سے کیا کرتے تھے بندے میرے اس وقت، جواب میں عرض کرتے ہیں کہ ساتھ پاکی اور بڑائی کے یاد کرتے ہیں تجھ کو تعریف کرتے ہیں تیری اور ساتھ بزرگی کے یاد کرتے ہیں تجھ کو پس فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کیا دیکھا ہے انہوں نے مجھ کو عرض کرتے ہیں فرشتے قسم ہے اللہ تعالیٰ عزت تیری کی نہیں دیکھا انہوں نے تجھ کو۔ پس فرماتا ہے رب العزت کیا حال ہو اگر دیکھیں وہ مجھ کو۔ تو عرض کرتے ہیں فرشتے اگر دیکھیں وہ تجھ کو ہوویں بہت عبادت کرنے والے تیری کے اور بہت بیان کریں بزرگی تیری اور بہت کریں تسبیح تیری پس فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کیا مانگتے ہیں مجھ سے عرض کرتے ہیں فرشتے مانگتے ہیں تجھ سے بہشت، فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کیا دیکھا ہے انہوں نے بہشت کو عرض کرتے ہیں قسم اللہ تعالیٰ کی اے رب ہمارے نہیں دیکھا ہے انہوں نے بہشت، فرماتا ہے

marfat.com

اللہ تعالیٰ پس کیا حال ہو اگر دیکھیں وہ بہشت کو۔ عرض کرتے ہیں فرشتے اگر دیکھیں اس کو تو ہوں بہت اس پر حریص اور طلب کریں بہت اس کو اور بہت کریں اس میں رغبت، پھر فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ کس چیز سے پناہ مانگتے ہیں۔ عرض کرتے ہیں فرشتے پناہ مانگتے ہیں دوزخ تیرے سے۔ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کیا دیکھا ہے انہوں نے اس کو فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پس کیا حال ہو اگر دیکھیں اس کو عرض کرتے ہیں فرشتے پناہ مانگتے ہیں دوزخ تیرے سے۔ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کیا دیکھا ہے انہوں نے اس کو عرض کرتے ہیں فرشتے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی نہیں دیکھا ہے انہوں نے اس کو۔ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پس کیا حال ہو اگر دیکھیں اس کو عرض کرتے ہیں فرشتے اگر دیکھیں اس کو تو ہوں بہت بھاگنے والے اس سے اور بہت ڈرنے والے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ پس گواہ کرتا ہوں میں تم کو تحقیق بخش دیا میں نے ان کو پس عرض کرتا ہے ایک فرشتہ ان میں سے کہ فلاں شخص آ بیٹھا ہے ذکر کرنے والوں میں اور نہیں ذکر کرنے والا سوائے اس کے نہیں کہ آیا تھا کسی کام کے لئے اس فرشتہ کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ بیٹھنے والا ہے پس ایسی قوم کے پاس کہ نہیں بدبخت ہوتا ہمنشیں ان کا یعنی ایسی ذکر کرنے والی قوم کے پاس بیٹھے خواہ وہ ذکر نہیں کرتا مگر جب ان کے پاس بیٹھ گیا تو اس کو بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے بخش دیا کیونکہ ایسی قوم کے پاس بیٹھنے سے برائی نہیں رہتی، اور صحیح مسلم کی روایت ہے اس جگہ یہ لفظ آیا ہے، فَاَعْطَيْتُهُمْ مَا سَأَلُوْا وَاَجَرْتُهُمْ مِمَّا اسْتَجَارُوْا قَالَ يَقُوْلُوْنَ رَبِّ فِيْهِمْ عَبْدٌ خَطَّاءٌ اِنَّمَا مَرَّ فَجَلَسَ مَعَهُمْ قَالَ فَيَقُوْلُ وَلَهٗ غَفَرْتُ هُمُ الْقَوْمُ لَا يَشْقٰى بِهِمْ جَلِيْسُهُمْ (ترجمہ) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ گواہ کرتا ہوں میں تم کو اے فرشتو میں نے دیدیا ان کو یعنی بندوں کو جو کچھ وہ مانگتے ہیں اور خلاصی دی میں نے ان کو جس چیز سے وہ خلاصی مانگتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ فرشتے کہتے ہیں اے رب ہمارے ان میں ایک بندہ گنہگار ہے اور وہ ان کے پاس سے گذرا پس بیٹھ گیا ہے ان کے ساتھ۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ اس کو بھی میں نے بخش دیا اگرچہ گنہگار ہے اور ذکر کرکے

marfat.com

ارادے سے نہیں بیٹھا ہے ان کے پاس مگر یہ ایسی قوم ہے کہ ان کے پاس بیٹھنے کے سبب سے وہ برا نہیں رہتا۔

اب خیال اور فکر اور شکر کا مقام ہے کہ وہ قوم موجود ہے اور ہم کو ملتی ہے اور اکسیر کا سا اثر بھی ان سے ظاہر ہے مگر افسوس اور حسرت ان پر ہے کہ ان کے پاس محبت سے بیٹھنا تو درکنار رہا بلکہ ان کو برائی سے بھی یاد کرتے ہیں اور ان پر طرح طرح کے طعن و تشنیع کرتے ہیں۔ حق و ناحق کا خیال نہیں کرتے بلکہ اپنی خواہش نفسانی کی طرف بہت ہی میلان کر کے آنکھیں بند کر کے جو کچھ منہ میں آیا اہل اللہ کی شان میں نکال دیا۔ یہ فقط اتباع نفس ہے العیاذ باللہ۔ اب اس حدیث سے یہ تو بخوبی ظاہر ہو گیا کہ اللہ جل شانہ نے ایک گروہ ملائکہ کا فقط اسی کام پر مقرر کیا ہوا ہے۔ وہ دن رات اہل ذکر کی مجالس کو ڈھونڈتے رہتے ہیں اور ان کے لئے دعا کرتے ہیں اور اپنے پروں سے محبت کی وجہ سے ان کو گھیر لیتے ہیں۔ پھر ان کی دعائیں اور کلمات بعد ان کی فراغت کے ذکر سے اپنے رب کے حضور میں بیان کرتے ہیں حالانکہ اللہ جل شانہ ان سے زیادہ جانتا ہے اپنے بندوں کا حال، مگر آدم کی اولاد میں سے جو ذکر الٰہی کرنے والے ہیں ان کی فضیلت اور بزرگی معلوم کرانے کے واسطے ملائکہ کو اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے کہ تم کہاں سے آئے ہو وہ عرض کرتے ہیں جو تیرے بندے زمین پر ہیں ان کے پاس سے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ میرے بندے کیا کہتے ہیں تو فرشتے تمام حال بیان کرتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث صحیح بخاری میں بیان ہو چکا ہے اور یہ لفظ جو زیادہ کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے فرشتوں سے کہ تم کہاں سے آئے ہو یہ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے اور مطلب دونوں کا ایک ہے۔

اب خیال کا مقام ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے تو آسمانوں سے آ دیں اہل ذکر کی مجالس اور حلقے ڈھونڈنے اور ادب اور محبت کے سبب سے اپنے پروں سے گھیر لیں اور ادھر اللہ جل شانہ کی رحمت ٹڈھک لیوے اور لے مخالف تو زمین میں رہ کر بدگمانی میں عمر گنوا دے، وائے افسوس! اب متوجہ ہو کہ اس حدیث میں ایک عجب سر ہے کہ دعا اللہ تعالیٰ کو بہت ہی پیاری ہے اور دعا مانگنے سے اللہ تعالیٰ بہت ہی راضی ہوتا ہے اس واسطے جب فرشتے اللہ جل شانہ کے حضور میں عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ تیرے بندے تجھ کو یاد کرتے ہیں۔

marfat.com

اور تیری تسبیح اور تہلیل اور تکبیر کہتے ہیں تو اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے کہ میرے بندے مانگتے کیا ہیں تو فرشتے سارا حال بیان کرتے ہیں۔ واضح ہو گیا کہ بعد ذکر اللہ کے اللہ تعالیٰ سے ضرور دعا مانگنی چاہیئے کیونکہ ایک حدیث شریف میں آیا ہے جو حصن حصین باب الدعا میں وارد ہے کہ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو بندہ اللہ کا ذکر کرے اور بعد اس کے دعا نہ مانگے تو اللہ غضب کرتا ہے اس بندے پر۔ اور صحیح ترمذی میں ایک حدیث ہے کہ دعا نیک مانگنی مغز عبادت کا ہے اور بعد عبادت کے دعا مانگنی بہت بڑی نعمت اور پر از منافع ہے ؎

از دعا نبود مراد عاشقاں جز سخن گفتن باآں شیریں دہاں
اے اخی دست از دعا کردن مدار باقبول و بارِوایت اوچہ کار
گر اجابت کرد او فہو المراد ورنہ یا دیدار لفتد آیند شاد
ورنہ کند او لذت آں بیشتر بہر تقریب تقربے بارِ دگر

اب معلوم کرنا چاہیئے کہ دعا بہر حالت ضروری ہے ... اگر قبول ہو گئی تو مقصود حاصل ہے ورنہ اعلیٰ مقصود تو وصل الہٰی ہے۔ اپنے تصور حضوری میں اپنے مولا سے باتیں کرتے ہیں دعا مانگنے میں اب پہلے مطلب کی طرف رجوع کرتے ہیں کہ خلاصہ حدیث کا کمال طور پر ظاہر ہو گیا کہ اہل ذکر کے پاس اگر گنہگار تھوڑی دیر بیٹھ جاوے تو سالہا سال کی خطائیں کی ہوئی اللہ تعالےٰ صرف ایک ساعت ان کے پاس رہنے سے بخش دیتا ہے۔ مولانا روم صاحب اس کی تفسیر فرماتے ہیں ؎

منزل او بزبان اولیاست دردِل او روز و شب یاد خداست
چشم شاں بر غیر ہرگز وا نہ شد قطرۂ او جز سوئے دریا نہ شد
محنت شاں خاک را اکسیر کرد لطف شاں بر ہر دلے تاثیر کرد
ہر کہ با ایشاں نشیند یک دمے روز فردا او کجا دارد غمے
ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا او نشیند با حضور اولیاء
یک زمانہ صحبتِ با اولیاء بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

marfat.com

طالبان در حق او خوں خوردہ اند　　بندگی و حق گزاری کردہ اند
لاجرم از بندگی سلطان شدند　　مہتر از خلق و جہاں بہتر شدند

میں ان کی صحبت کا کیا حال بیان کروں فی الحقیقت یہ اکسیر ہے حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ کی حکایت ہے کہ آپ ایک روز بلخ میں وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص جو مُردوں کے کفن قبروں سے چوری نکالتا تھا وہ بھی وعظ میں موجود تھا حضرت حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ نے بعد فراغت وعظ کے فرمایا کہ اے اللہ تعالیٰ اس مجلس میں جو سب سے زیادہ گنہگار ہے اس کو بھی بخش دے بعد دعا کے لوگ رخصت ہوئے جب رات ہوئی تو وہ کفن کش قبرستان میں گیا تا کہ ایک میت کا کفن اتارے جب کہ اس نے قبر کی طرف ہاتھ کیا تو غیب سے آواز آئی کہ افسوس تم پر کہ آج مجلس حاتم اصم رحمۃ اللہ علیہ میں تو بخشا گیا ہے پھر گناہ میں مشغول ہوتا ہے جب اس کفن کش نے یہ سنا تو اس کے دل پر ہدایت کا اثر ہوا اور ان تمام گناہوں کو ترک کر کے عبادتِ الٰہی میں مشغول ہو گیا ؎

صحبتِ صالح ہے بہ از کیمیا　　جس سے ہو قلب سیاہ کو بھی ضیا
تھا نبی کی دیکھ صحبت کا کمال　　نور جس سے ہو گیا جسمِ بلالؓ
جب گئے پیمبر خیر الزماں　　جس جگہ پہنچے نہ وہم سالکاں
جس مکاں میں ہے خرد کا سر قلم　　جب دھرا حضرت نے اس جا میں قدم
پہنچے جب جنت کے اندر بیگماں　　اس کے کفشوں کا سنا کھڑکا وہاں
اور کیا اس سے زیادہ ہو اثر　　تو ذرا کہنے کو میرے غور کر
صحبتِ کامل کو بس کر اختیار　　تا کہ تو اس بحرِ حیرت سے ہو پار
ترک لذت میں ہے جو کچھ ذائقہ　　کون سمجھے اس کو جز مردِ خدا
ترک لذت میں ہے جو لطف اے نگار　　خاک تو بن جا تو ہو وہ آشکار
ہے جہاں ویرانی ظاہر عیاں　　ہے وہاں آبادی باطن نہاں

ہے جہاں آبادی و کثرت وہیں
ہے پریشانی بھی اور ظلمت وہیں

marfat.com

اے نفس اور بدن تم میری موافقت کرو طاعات الٰہی میں اور اس قدر میں نے تم کو آیات قرآنی اور احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سنائی ہیں۔ اب تم نصیحت پکڑو اور صحبت کامل کہ اختیار کرو تاکہ تم اس دار بے بنیاد یعنی ویرانہ دنیا میں مثل اُلو کے نہ بیٹھے رہو۔ حضرت مولانا نے رحمۃ اللہ علیہ نفس کو تنبیہہ فرماتے ہیں ؎

توئی آں دست پرور مرغ گستاخ
که بودت آشیاں بیروں ازیں کاخ

چو دونہ چغد ایں ویرانہ گشتی
چرا زاں آشیاں بیگانہ گشتی

بیفشاں بال و پر زآمیزشِ خاک
بہ پر تا کنگرۂ ایوانِ افلاک

اے اللہ جل شانہٗ اس گروہِ پاک کی کامل محبت عنایت فرما۔ آمین ثم آمین۔ اور جو میری اس آمین پر آمین کہے اس کو بھی بخش دے اور اس کو بھی عنایت فرما۔ حضرت سید الطایفہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے مدت تک یہ آرزو رہی کہ میں ابلیس لعین کو دیکھوں اور پوچھوں کہ کیوں اس نے سجدہ بفرمان الٰہی آدم علیہ السلام کو نہ کیا۔ فرماتے ہیں کہ ایک روز اتفاقاً میں مسجد کے دروازے سے باہر نکلا ہی تھا کہ ایک شخص سامنے سے آیا۔ اس کو دیکھتے ہی میرے دل میں وحشت ہوئی تو میں نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے۔ اس نے کہا کہ میں تیری آرزو ہوں۔ یعنی ابلیس لعین۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے پوچھا کہ تجھے کیا چیز مانع آئی آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے۔ ابلیس لعین نے جواب دیا کہ توحید الٰہی مانع آئی کہ اللہ کی عبادت میں دوسرے کو شریک نہ کروں۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اس کا جواب سن کر بہت حیران ہوا۔ اسی وقت منجانب اللہ تعالےٰ میرے دل پر ہدایت وارد ہوئی تو میں نے جواب دیا کہ تو جھوٹا ہے اور جھوٹ کہتا ہے۔ اگر تو بندہ ہوتا تو اس کے حکم کی فرمانبرداری کرتا اور اس کے حکم سے سر نہ پھیرتا بلکہ سر تسلیم خم کر کے حکم بجالاتا۔ جب لعین نے یہ سنا تو چیخ مار کر کہا کہ ہائے میں جل گیا ہوں۔ پھر فوراً اڑ گیا ؎

اہلِ دل را ذوق فہم دیگر است
کاں ز فہم ہر دو عالم بہتر است

ہر کہ آں را فہم در کار افگند
خویش را در بحرِ اسرار افگند

marfat.com

اے طالب مولیٰ خوب جان کہ یہ وہ گروہ ہے جس کے نام سے شیطان اور خطرات شیطان کے دفع ہو جاتے ہیں اور ہر وقت امداد الٰہی اور رحمت الٰہی شامل حال اس گروہ کے رہتی ہے اور اگر تجھ کو صحبت نہ ملے تو تو ان سے غائبانہ محبت ہی رکھ۔ اگر ان کے ساتھ تو خالص محبّت رکھے تو بھی تو مورد رحمت الٰہیٰ کا ہوگا اور اسی گروہ میں شامل ہوگا یعنی میدان قیامت میں حضور رب العالمین انہیں کی جماعت میں داخل کرے گا اور دنیا میں جو مغفرت ان کی صحبت سے حاصل ہوتی ہے اس کو تو سمجھ ہی چکا ہے۔ اب ہوشیار ہو کر ان کی صحبت کو مضبوط پکڑ اللہ تعالیٰ تیری مدد کرے۔

marfat.com

باب چہارم

اس مسئلہ میں کہ ذکر الٰہی سے وصل الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ اللہ جل شانہٗ اپنی کلام پاک پارہ دو کے شروع میں ارشاد فرماتا ہے: فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ ۝ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ اپنے تمام بندوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے اے میرے بندو تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور میرے ساتھ کفر نہ کرو۔ ابونعیم اور دیلمی نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرمایا ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اے بندو تم مجھ کو اطاعت کے ساتھ یاد کرو میں تم کو مغفرت کے ساتھ یاد کروں۔ اب لفظ ذکر کے معنے یاد کرنے کے ہیں خواہ زبان کی حرکت کے ساتھ یاد کیا جاوے یا فکر کے ساتھ یاد کیا جاوے ہر قسم علیحدہ علیحدہ ذکر کی بیان کی جاتی ہے۔ زبان کا ذکر یہ ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کریں اور اذکار ماثورہ اور قرآن مجید کا پڑھیں اور دل کا ذکر یہ ہے کہ صدق دل سے اس کی طرف متوجہ ہونا اور اس کے غیر کی محبت دل سے نکالنا اور اس کی صنعت اور قدرت کی عجائبات میں فکر کرنا اور ذکر ہاتھ پاؤں کا اور دوسرے تمام بدن کا یہ ہے کہ اپنے بدن کو اللہ کی بندگی میں مشغول کرنا جیسے نماز کے ارکان کا ادا کرنا یا اور کوئی کام ہاتھ پاؤں سے اللہ تعالیٰ کے واسطے کرنا اور ذکر کا حکم قرآن مجید میں بہت جگہ مذکور ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے بار بار ذکر کا حکم فرمایا ہے اور ذکر کی فضیلت میں بہت حدیثیں بیان ہو چکی ہیں۔ اب وہ حدیثیں بیان ہوتی ہیں جو دلالت وصل ذات الٰہی پر کرتی ہیں۔

صحیحین میں حدیث وارد ہے: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰہُ تَعَالٰی اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَہٗ اِذَا ذَکَرَنِیْ اِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ نَفْسِہٖ ذَکَرْتُہٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَکَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَکَرْتُہٗ فِیْ مَلَاٍ خَیْرٍ مِّنْھُمْ متفق علیہ:

marfat.com

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے موافق برتاؤ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ رکھتا ہے اور میں اسی کے ساتھ ہوں جب وہ مجھ کو دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو خفیہ یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھ کو مجلس میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر مجلس میں اس کو یاد کرتا ہوں۔ سبحان اللہ یہ کیسا انعام الٰہی ہے کہ بندہ اَسْفَلُ السَّافِلِیْن خاکی کو وہ مولا حقیقی مالک الملک ملائکہ مقربین اور ارواح مقربین کی جماعت میں یاد کرے خوش ہولے طالب مولیٰ کہ یہ نعمت تجھ کو ذکر الٰہی سے بہت جلد حاصل ہو سکتی ہے۔ ہوشیار اور بیدار ہو اور وصل الٰہی کی طرف پیش قدمی کر اور ذکر الٰہی کو اپنا رہبر پکڑ، پھر دیکھ ذات الٰہی کس قدر تیری طرف رحمت اور محبت کے ساتھ رجوع فرماتی ہے۔ اس حدیث بخاری سے سمجھ لے عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى یَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَكَرَنِیْ وَتَحَرَّكَتْ بِیْ شَفَتَاهُ (ترجمہ) فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھ کو یاد کرتا ہے اور میرے لئے ہونٹ ہلاتا ہے اُسی وقت میں اُس کے ساتھ ہوتا ہوں۔ خلاصہ مطلب اس کا یہ ہے کہ بندہ یہ نہ خیال کرے جیسا کہ آدمی کو آدمی بلاتا ہے اُس کا نام لے کر تو وہ دوسرا اپنا نام سن کر پہلے اس کی بات سنتا ہے پھر اس کی طرف آتا ہے مگر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اس طرح نہیں ہوں بلکہ میرا بندہ جب مجھ کو یاد کرنے کے ارادے سے ہونٹ ہلاتا ہے معاً ہونٹ ہلنے کے ساتھ ہی میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اے طالب اگر تجھ کو اس مسئلہ میں اب بھی شبہ ہے تو تو اس آیت ہی سے تسلی کرے کہ فرماتا ہے خود مولیٰ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَیْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ (ترجمہ) ہم اپنے بندے کے شاہ رگ سے زیادہ قریب ہیں۔ اگر تجھ کو اس آیت کے معنوں کی تفصیل کی ضرورت ہے تو اس حدیث سے ہی اپنا مطلب پا۔

عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا وَاَزِیْدُ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّیِّئَةِ فَجَزَاؤُهٗ سَیِّئَةٌ مِثْلُهَا اَوْ اَغْفِرُ وَمَنْ تَقَرَّبَ مِنِّیْ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا وَمَنْ تَقَرَّبَ

marfat.com

مِنِّیْ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ بَاعًا وَّمَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُہٗ هَرْوَلَةً وَّ مَنْ لَّقِیَنِیْ بِقُرَابِ الْاَرْضِ خَطِیْئَةً لَّا یُشْرِكُ بِیْ شَیْئًا لَقِیْتُہٗ بِمِثْلِهَا مَغْفِرَةً۔ رواہ مسلم (ترجمہ) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ کہ جو شخص ایک نیکی کرے تو اس کے واسطے دس گنی نیکیاں اور زیادہ ہیں اور جو شخص گناہ کرے تو پس بدلہ برائی کا اس برائی کے مقدار ہے یا بخش دے گا اللہ تعالیٰ پس جب بندہ نزدیک ہوتا ہے میرے ایک بالشت تو میں اس کے ایک ہاتھ کے قریب ہوتا ہوں اور جب وہ ایک ہاتھ قریب ہوتا ہے تو میں دو ہاتھ سے بھی زیادہ قریب ہوں اس کے۔ اگر وہ میری طرف صرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر آتا ہوں اور جو بندہ ملاقات کرتا ہے میری دراں حالیکہ ہوں اس کے گناہ بمقدار تمام زمین کے تو میں ملاقات کرتا ہوں اس سے ساتھ تمام بخشش کے یعنی تمام گناہ اس کے بخش دیتا ہوں۔ سبحان اللہ کیا شان رحمتِ الٰہی کی ہے باوجود بے پرواہ ہونے کے کس قدر اس خاکی بندے کو دوست رکھتا ہے اور اس کی ملاقات چاہتا ہے اے بندے تجھ کو تو اس مولا حقیقی کی ملاقات میں کچھ تھوڑی سی کوشش بھی مطلب تک پہنچا سکتی ہے اور یہ حدیث کیا کشش ملاقات کی جذب والی دل کو ہلا رہی ہے کہ تیرا رب تجھ پر تیرے سے زیادہ عاشق ہے۔ اگر تو پہلے تھوڑی سی پیش قدمی کرے تو اس طرف سے تیرے سے دوچند سے زیادہ قرب ہوگا۔ جب خوش قسمتی سے ملاقات بندہ کو رب کی حاصل ہو جاوے تو اس کی اجمالی صورت رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں بیان فرمائی ہے کہ بعد ملاقات کے بندے کی یہ حالت ہو جاتی ہے:۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ مَنْ اٰذٰی لِیْ وَلِیًّا فَقَدْ اٰذَنْتُہٗ بِالْحَرْبِ وَمَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ عَبْدِیْ بِشَیْءٍ اَحَبَّ اِلَیَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَیْهِ وَمَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ فَكُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِهٖ وَبَصَرَهُ الَّذِیْ یُبْصِرُ بِهٖ وَیَدَهُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِهَا وَرِجْلَهُ الَّتِیْ

marfat.com

يَمْشِيْ بِهَا وَاِنْ سَأَلَنِيْ لَاُعْطِيَنَّهٗ وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَاُعِيْذَنَّهٗ وَمَا تَرَدَّدْتُ عَنْ شَيْءٍ اَنَا فَاعِلُهٗ تَرَدُّدِيْ عَنْ نَفْسِ الْمُؤْمِنِ يَكْرَهُ الْمَوْتَ وَاَنَا اَكْرَهُ مَسَاءَتَهٗ وَلَابُدَّ لَهٗ مِنْهُ (رواہ البخاری) (ترجمہ) ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایذا دیتا ہے میرے ولی کو تو تحقیق وہ مجھ سے لڑائی کرتا ہے اور نہیں قریب ہوتا طرف میری بندہ ساتھ کسی شے کے کہ بہت پیاری ہو مجھ کو اس سے کہ فرض کی ہے میں نے اوپر اس کے یعنی اگر فرضوں سے تقرب حاصل کرے تو مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے اور ہمیشگی کرتا ہے بندہ تقرب حاصل کرنے میں طرف میری ساتھ نوافل کے یہاں تک کہ دوست بناتا ہوں میں اس کو۔ پس جس وقت بنا لیتا ہوں میں دوست اس کو تو ہوتا ہوں میں کان اس کے جن سے کہ وہ بندہ سنتا ہے اور آنکھ اس کی جس سے کہ وہ دیکھتا ہے اور ہاتھ اس کے جن سے کہ وہ کام کرتا ہے اور پاؤں اس کے جن سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ سوال کرتا ہے مجھ سے کسی چیز کا تو البتہ ضرور دیتا ہوں میں اس کو اور اگر پناہ مانگتا ہے مجھ سے کسی چیز کی تو ضرور پناہ دیتا ہوں میں اس کو اور نہیں توقف کرتا اور تاخیر کرتا کسی چیز سے کہ میں اس کو کرنے والا ہوں مگر قبض روح بندے اپنے میں مومن کے کہ مکروہ جانتا ہے موت کو اور میں مکروہ جانتا ہوں اس کی تکلیف کو اور موت اس کے واسطے ضرور ہے۔

اب یہ حدیث ثابت کرتی ہے کہ نہایت وصل ذات کا جو بندہ کو حاصل ہوتا ہے جس کو اصطلاح صوفیہ کرام میں بقا باللہ جو صوفی کو بعد فنا کے حاصل ہوتا ہے بولتے ہیں۔ اس پر دلالت کرتی ہے مگر اس میں اسرار بہت ہیں۔ ہر ایک اس کو سمجھ نہیں سکتا۔ البتہ جو لوگ فانی فی اللہ ہیں وہ ان معانی کو مشاہدہ کرتے ہیں اور اسی مشاہدہ میں مستغرق رہتے ہیں اب معنی اس کے شریعت میں تو یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ کان پاؤں بن جانے کے یہ ہیں کہ یہ اعضاء آلیہ ہیں اور ان سے کام کئے جاتے ہیں جب ان سے کوئی کام کرتا ہے بندہ اللہ کا جس کو وصل تام ذات الٰہی کا ہو گیا اسی وقت جلدی سے ہو جاتا ہے جیسا کہ

marfat.com

اللہ تعالیٰ کی صفت ہے کہ جب کسی چیز کے بنانے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو اسباب کی ضرورت نہیں پڑتی۔ بلکہ ارادۂ الٰہی سے اسی وقت عدم سے وجود میں آجاتی ہے تو قرب الٰہی سے بندہ کو بھی یہ صفت عکسی طور پر عنایت ہوجاتی ہے جس وقت بندہ ہاتھ کام کی طرف بڑھاتا ہے تو یہ ہاتھ فقط ظاہری سبب ہے۔ فی الحقیقت وہ کام خدا کی قوت سے عدم سے وجود میں آجاتا ہے۔ حال یہ ہے کہ ان اعضاء کی طاقت وقوت میں مدد الٰہی شامل حال رہتی ہے اور جو طاقت عنصریات کی ترکیب سے اور اکل وشرب کی تدبیر سے ہے وہ بمقابلہ طاقت الٰہی مضمحل ہوجاتی ہے اور تمام افعال اور اقوال اور ارادت اس کے موافق رضا الٰہی کے ہوجاتے ہیں اور دعا جناب الٰہی میں فوراً قبول ہونے لگتی ہے اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس کے معنی یہ ہیں۔ لَا یَسْمَعُ شَیْئًا وَّ لَا یُبْصِرُ شَیْئًا وَّ لَا یَبْطِشُ شَیْئًا اِلَّا الْحَقَّ سُبْحَانَہٗ مَنْظُوْرُہٗ وَ مَشْھُوْدُہٗ (ترجمہ) یعنی نہیں سنتا کسی شئے کو اور نہیں دیکھتا کسی شے کو اور نہیں ہاتھ سے چھوتا کسی شے کو مگر اس کے پیش نظر اور مشاہدہ میں ہوتا ہے نور حق سبحانہ' وتعالیٰ کا بلکہ ہر ذرے ذرے میں اس کے نور کا چمکارہ دیکھتا ہے یہاں تک کہ اس کے ہاتھ پاؤں آنکھیں بھی انوارات الٰہی کی تجلیات کا مورد ہوجاتی ہیں اور وہ اپنے آپ کو گم دیکھتا ہے انوارات الٰہی میں اور تجلیات ذاتی میں اور صفاتی میں مستغرق ہوجاتا ہے۔ شر نفس اور حرص اور حدوث سے خلاصی پاتا ہے اور نور قدیم وحدت میں فنا ہوجاتا ہے جاننا چاہیئے کہ اس حدیث سے اتنا فرق البتہ ظاہر ہے کہ جو فرائض سے قرب الٰہی حاصل ہوا اس سے فنائے ذاتی حاصل ہوتی ہے بندہ کو ذات الٰہی میں اور جو نوافل سے تقرب الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ اس سے فنا صفات الٰہی میں حاصل ہوتی ہے کیونکہ ہاتھ کان پاؤں بن جانا یہ صفات ہیں۔ یہ اسی کی طرف اشارہ ہے پس معلوم ہوگیا کہ افضل اور اعلیٰ عبادت اور مقدم سب عبادتوں سے فرائض ہیں بعد ادا اُن کے اور عبادت سے تقرب کا ارادہ کرے ورنہ محبوبیت ذاتی سے ناقص رہے گا۔ اور مرتبہ عبودیت کے حاصل کرنے میں کامیاب نہ ہوگا بلکہ بے فرمانوں میں شمار کیا جائے گا یہ حکم ان لوگوں کے واسطے ہے جو

سالک عقل اور ہوش رکھتے ہیں اور مجذوب اور مست اس سے خارج ہیں۔
اب اے طالب مولیٰ انصاف کی نگاہ سے غور کر کچھ مجاہدہ کسی اہل اللہ سے سیکھ کر اس میں مشغول ہو تو تجھ کو یہ راز بطور مشاہدہ اپنا چہرہ دکھائے گا کہ اللہ جل شانہٗ کس قدر بندے کو اپنے وصل کی طرف بلاتا ہے اور جب وصل خوش قسمتی سے حاصل ہو جاتا ہے تو اس کی صورت بھی اجمالی طور پر فرمادی اس حدیث میں۔ کیونکہ خلاصہ اس کا یہ ہے کہ بندہ جب اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی اس کو ضرور یاد کرتا ہے۔ پھر اس میں بندہ کی طرف سے جب دوامِ ذکر ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھی بندہ کا دوامِ ذکر ہوتا ہے۔ پھر تو یاد کرتے کرتے یہاں تک نوبت پہنچ جاتی ہے کہ آپس میں مل جاتے ہیں اور ملاپ ایسا ہوتا ہے کہ دوئی اٹھ جاتی ہے جیسا کہ حدیث شریف میں مذکور ہے مگر اتنا واضح رہے کہ بندہ باوجود اس قدر وصل کے پھر بھی بندہ ہی رہتا ہے اور اللہ جل شانہٗ کی ذات قدیم جیسی پہلے تھی وہ اب بھی ویسی ہی ہے اور ہمیشہ ویسی ہی رہے گی۔ اس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل ممکن نہیں ہے البتہ بندہ مظہر اس کی ذاتی اور صفاتی تجلیات کا ہو جاتا ہے۔
چونکہ یہ مسئلہ بہت دقیق ہے اور عوام الناس کچھ کا کچھ سمجھ جاتے ہیں۔ مثل مشہور ہے کہ ایک پر کا کبوتر بن جاتا ہے۔ لہٰذا ایک اور نظیر اس کی بیان کی جاتی ہے مثلاً ایک لوہے کا ٹکڑا جب لوہار آگ میں رکھتا ہے اور پھر دھونکنی سے خوب پھونکتا ہے یہاں تک نوبت پہنچتی ہے کہ اس لوہے کے ٹکڑے کی صورت اور شکل اور تاثیر بالکل معدوم ہو جاتی ہے اور آگ کے آثار اس پر غالب ہو جاتے ہیں اور آگ کی طرح جلانے لگتا ہے اب جو شخص اس کو دیکھتا ہے تو تمیز نہیں کر سکتا کہ وہ آگ کی چنگاری ہے یا لوہے کا ٹکڑا ہے چونکہ ظاہر صورت اس کی بالکل آگ کی سی ہو گئی ہے اور وہ ایسے ہی فعل کرنے لگ گیا تو آگ کہہ سکتی ہے کہ اب وہ لوہے کا ٹکڑا نہیں رہا میں ہی ہوں دیکھ لو میری جیسی صورت اس کی اور میرے جیسے افعال اس کے اور میرے جیسا جلانا اس کا اور میرے جیسی گرم خشک اور میرے جیسا چاندنا اس کا اب آگ بھی اپنے دعوے میں صادق ہے کیونکہ آگ کا دعویٰ باعتبار ظاہر صورت اور افعال اور تاثیر کے ہے نہ کہ اس کی ذات کا کیونکہ ہر اہل تمیز اس بات کو سمجھتا ہے یہ ٹکڑا

فی الحقیقت لوہے کا ہے مگر چونکہ اس کو آگ کا بہت ہی قرب ہوا ہے اور اس میں یہ مستغرق ہوگیا اور کاریگر نے خوب دھونکنی پھونکی تو یہ جوش لوہے کو آگ کے قرب کی وجہ سے ہو رہا ہے ورنہ کوئی لوہے کی ذات آگ نہیں بنی۔ اسی واسطے آگ بھی دعویٰ کر رہی ہے کہ میں ہوں اور اپنے دعوے میں سچی مانی جاتی ہے اور دونوں میں تمیز بھی ہے اسی طرح جب بندہ کو اپنے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے تو صفاتِ خداوندی اور تجلیاتِ ذاتی وارد ہوتی ہیں تو بندہ اس وقت متصف ساتھ صفات خداوندی کے ہوجاتا ہے ؎

لطف گشت و نور شد ہر نارِ وا　　　او بدل گشت و بدل شد کارِ او

پھر اس سے خرق عادات اور کرامات صادر ہونے لگتے ہیں اور مرجع خلائق بن جاتا ہے اور خلقت اپنی مشکل کشائی اور عقدہ کشائی میں اس کی طرف رجوع کرتی ہے یہ صفت اس پر ظہور پکڑتی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اگر کوئی تم سے یہ کہے کہ مغرب کا پہاڑ بغیر پاؤں کے مشرق میں چلا گیا اور مشرق کا مغرب میں تو ممکن ہے مگر یہ نہ مانیو کہ خدا کی تقدیر بدل گئی مگر ساتھ دعا بندۂ نیک کے کہ تقدیر معلق ساتھ دعا بندہ نیک کے بدل جاتی ہے اور دوسری حدیث میں وارد ہے کہ نہیں رد کرتی تقدیر کو مگر دعا بندہ نیک کی۔ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ مرد کامل کی تعریف میں فرماتے ہیں ؎

تیر جستہ باز گرداند ز راہ　　　اولیا را ہست قدرت از الٰہ

اور یہ جو ہم نے لوہے کی مثال بیان کی ہے یہ لوہے کے ساتھ ہی خاص نہیں ہے بلکہ ہر چیز اپنے ہم جلیس سے متاثر ہوکر اس جیسے فعل کرنے لگتی ہے۔ جیساکہ حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ اپنی حکایت بیان فرماتے ہیں ؎

گلے خوشبوئے در حمام روزے　　　رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری　　　کہ بوئے تو دلِ من آویز مستم
بگفتا من گِل ناچیز بودم　　　ولیکن مدتے باگل نشستم
جمال ہمنشیں در من اثر کرد　　　دگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

سعدی

غور کرو کہ جو مٹی پھولوں کی صحبت سے خوشبودار ہوگئی باوجودیکہ وہ ادراک اور فہم اور

marfat.com

معرفت نہیں رکھتی اور بے حس و حرکت ہے پھر بھی ہم جلیس سے متاثر ہو کر اُس جیسا فعل
خوشبو کا کرنے لگی جو افراد کہ ان کی شان میں یہ آیت وارد ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ
فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ ٥ (ترجمہ) یعنی پیدا کیا ہم نے انسان کو بہت ہی عمدہ صورت میں یعنی
سب صورتوں میں سے جو سب سے اعلیٰ اور عزت اور مرتبہ اور جمال والی صورت تھی وہ
انسان کو دی ہے اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا ہے وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِیْۤ اٰدَمَ.
(ترجمہ) ہم نے آدم علیہ السلام کی اولاد کو بہت بڑی عزت دی ہے کیونکہ یہ عالم جمع ہے
اور تمام صفات رکھتا ہے کہ سمیع اور بصیر اور علیم اور قدیر ہے اگر یہ قرب الٰہی حاصل کرے
تو یہ مستحق ہے اس عہدے کا کہ صفات خداوندی کا مورد اور ذات الٰہی کا مظہر ہو کر
خلافت اکمل طور پر ادا کرے اور خلیفہ خدا کا دنیا میں ہو کر خلق خدا کو خدا سے ملا دے پھر
کیا تامل ہے معجزات اور کرامات کے تسلیم کرنے میں۔ اس شخص کو جس کو ہدایت سے کچھ
حصہ ملا ہے اور نور بصارت ایمانی سے منور ہوا ہے جب تم پر یہ واضح ہو گیا کہ بندے کو
جب تقرب الٰہی کامل طور پر ہوتا ہے تو اُس کو فنائے ذاتی اور صفاتی ذات الٰہی میں اور
صفات الٰہی میں حاصل ہوتی ہے، پھر اُس سے جو افعال ہوتے ہیں وہ فی الحقیقت افعال
خداوند تعالیٰ کے ہیں۔ اب یقین جان کہ یہ حدیث تفسیر اس آیت کی کر رہی ہے جس کو اللہ
جل شانہ فرماتا ہے۔ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ
اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ (ترجمہ) یعنی اے محمد صلی اللہ
علیہ وسلم ضرور جن لوگوں نے تیری بیعت کی ہے انہوں نے فی الحقیقت اللہ تعالیٰ کی
بیعت کی ہے اور ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ان کے ہاتھ پر ہے اور کرامات اولیا بھی اسی قبیل
سے ہیں۔ ایسے بندوں کا اللہ تعالیٰ کو بہت ہی لحاظ ہوتا جو منہ سے کہہ دیں اللہ رد نہیں
کرتا۔ اگر وہ قسم بھی کسی امر میں کر لیں تو اللہ تعالیٰ اس کو پوری کرتا ہے اور ہر چیز میں ان
کی محبت ڈالی جاتی ہے۔ حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ آپ
سکرات کی حالت میں ہو گئے تھے اور جوتی نہیں پہنتے تھے تو فرمایا کہ یہ زمین اللہ تعالیٰ کا فرش
ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا (ترجمہ) ہم نے زمین کو بچھایا تو مجھ کو

marfat.com

اللہ تعالیٰ کا جھوٹا پیالا معلوم ہوتا ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ جب تک حضرت شفیق بلخی رحمۃ اللہ علیہ زندہ رہے تو کسی چارپائے نے راستہ میں اور بازار میں پیشاب گو بر لید وغیرہ نہیں کیا تھا۔ اور لوگ متعجب رہے کہ چارپائے بھی حضرت شفیق بلخیؒ کا لحاظ کرتے ہیں یہ فقط اس واسطے تھا کہ چونکہ شفیقؒ ننگے پاؤں رہا کرتے تھے ان کے پاؤں میں نجاست نہ لگے اور ایک روایت یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ راستہ میں چلے آتے تھے تو ایک عورت دہی فروش راستے میں رو رہی تھی۔ آپؓ نے دریافت کیا کہ کیوں روتی ہے تو اس نے کہا کہ میری دہی کی ٹھلیا گر گئی ہے اور دہی زمین میں خشک ہو گئی ہے۔ آپؓ نے آواز دے کر فرمایا کہ اے زمین اس کی دہی باہر نکال دے ورنہ یہ دُرّہ محمدی ہے میرے ہاتھ میں اس سے تیرا عدل کروں گا۔ اُسی وقت زمین نے تمام دہی اگل دی دہی فروش عورت نے اپنی ٹھلیا پُر کرلی اور اپنے گھر کو روانہ ہوئی۔ ایک اور نقل ہے کہ حضرت اسد اللہ الغالب علیٰ کلِ غالب علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے خلافت کے زمانہ میں ایک مفلس مسلمان نے ایک یہودی سے سوال کیا اس نے بطور طعنہ کے کہا کہ تو مسلمان ہے جو مسلمانوں کے سردار خلیفہ امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ ہیں ان سے سوال کر، اس مسلمان سائل کو اس یہودی کے طعنہ سے بہت غیرت آئی اور مارے شرم کے اُس کے مکان سے باہر نکل آیا۔ اچانک سامنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ ظاہر ہوئے۔ اس سائل نے اپنا حال بیان کیا آپ کے حضور میں، آپؓ نے حال سن کر پانچ دفعہ درود شریف پڑھ کر اس کی ہتھیلی پر پھونک کر مٹھی بند کردی اور فرمایا جا جب تھوڑی دور جاکر اس نے مٹھی کھولی، دیکھا کہ مٹھی میں پانچ اشرفیاں ہیں۔ اُس گروہ پاک کی کرامتیں اور سیف زبانیاں کہاں تک بیان کروں۔ بے انتہا ہیں۔

مردِ کامل کو جو تو سمجھے حقیر

ہے نظر بندی یہ اے مردِ خبیر

ہے وہ شاہِ دو جہانِ بحر و بر

تو جسے سمجھا ہے مفلس اے پسر

marfat.com

حکم میں اُن کے یہ ہیں سنگ و حجر
چوب و باد و آب و خاک خشک و تر
غیب سے آتاہے رزق ان کو سدا
حاجتیں کرتا ہے حق ان کی روا (پوری)
گرسنہ سو دیں اگر مردانِ حق
غیب سے آتے ہیں کھانے کے طبق
پُرشکم اٹھتے ہیں فرشِ خواب سے
ان کو استغنا ہے نان و آب سے
حق تعالےٰ جس کا ہو پروردگار
حشمتِ دنیا سے کیا ہے اس کو کار

٭

marfat.com

باب پنجم (۵)

بیچ اس مسئلہ کے کہ جو شخص اہل ذکر یعنی اولیاء اور علما اور صلحاء سے محض اللہ کے واسطے محبت کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ اس کو اپنے مقبول بندوں میں کر لیتا ہے۔ اگرچہ ملاقات بھی نہ ہوئی ہو تو بھی اللہ تعالیٰ میدان قیامت میں ان کی ملاقات کرائے گا اور اپنے ظل میں جگہ دے گا۔ اب جاننا چاہیئے کہ جو شخص محض اللہ واسطے اہل اللہ کو دوست رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ ساتھ اُس کے اِس کو بھی بخش دے گا چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قیامت کے دن سب سے پہلے اللہ جل شانہٗ ستر ہزار آدمی میری امت سے بے حساب بہشت میں داخل کرے گا اور ہر ایک کے ساتھ گیارہ گیارہ ہزار آدمی بہشت میں بے حساب داخل ہو گا وہ ستر ہزار گروہ ہے اولیاء اللہ کا جن کو اگر دنیا میں مرض آتی ہے تو علاج نہیں کیا اور خوشی کے وقت فخر نہیں کیا بلکہ متوکلین ہیں اور رضائے الٰہی ہی رہتے ہیں اور گیارہ گیارہ ہزار جو ہر ایک کے ساتھ بخشا جائے گا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ان سے محبت رکھتے تھے محض اللہ تعالیٰ کے واسطے جب ان کے دوست بہشت میں بے حساب داخل ہوں گے تو ان کو بھی بے حساب بہشت میں اُن کے ساتھ داخل کیا جائے گا۔ بحکم اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ (ترجمہ) اُس کے ساتھ حشر ہو گا جس کے ساتھ اس کی محبت ہو گی۔ اور اس کی فضیلت حدیث شریف میں وارد ہے۔ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وسلم اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اَیْنَ الْمُتَحَابُّوْنَ بِجَلَالِیْ اَلْیَوْمَ اُظِلُّهُمْ فِیْ ظِلِّیْ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلِّیْ رواہ مسلم

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ فرمائے گا قیامت کے دن کہاں ہیں آپس میں محبت کرنے والے بسبب جلال میرے کے کہ آج کے دن سایہ میں بٹھاؤں اُن کو نیچے سائے اپنے کے نیچ ایسے

marfat.com

دن کے کہ نہیں سایہ کسی کا مگر میرا۔ فائدہ : یعنی دخول جنت سے پہلے سورج بالکل قریب ہوگا اور سخت گرمی ہوگی ہر ایک شخص گرمی کی وجہ سے سخت گھبراہٹ میں ہوگا اور کسی کو کسی کی خبر تک لینے کی بھی ہوش نہ ہوگی اور ہر ایک نفسی نفسی پکارتا ہوگا۔ اس روز یہ انعام قبل از دخول جنت کے اسی میدانِ قیامت کے دن ہوگا اہل محبت پر اور یہ روز ایسا سخت ہے کہ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یَوْمَ یَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ اَخِیْهِ وَاُمِّهٖ وَاَبِیْهِ وَصَاحِبَتِهٖ وَبَنِیْهِ ۝ (ترجمہ) اس دن آدمی بھاگے گا اپنے بھائی سے اور ماں اور باپ سے بیوی اور بیٹوں سے (سورہ عبس پارہ ۳۰) وہ ایسا دن ہے کہ بھائی بھائی سے بھاگے گا اور بیٹے ماں سے اور مرد سے عورت۔ کوئی کسی کا رفیق نہ ہوگا اور سخت شدت کی گرمی کی وجہ سے اپنے پسینے میں غرقاب ہوگا ۝

حب کہ اسرافیل پھونکے صور کو | مرد و زن کی روح ہر ایک زندہ ہو
ہوگی اوپر کی طرف سب کی نظر | ایک ہوگا دوسرے سے بے خبر
خوف سے کانپے گا ہر ایک مثل بید | رنگ دہشت سے ہو خلقت کا سفید
اطلاع اس میں نہ ہو ہرگز کبھی | مرد کو زن کی نہ زن کو مرد کی

اُس روز ایسی تکلیف کے وقت اللہ تعالےٰ بلائے گا ان لوگوں کو جنہوں نے محض اللہ تعالیٰ کی وجہ سے محبت رکھی آپس میں نہ مال کی وجہ سے نہ کسی رشتہ کی وجہ سے اور نہ خوف کی وجہ سے اور نہ دنیا کی عاشقی معشوقی کی وجہ سے بلکہ اس واسطے کہ یہ اللہ کا دوست اور پیارا ہے اس واسطے اسے اپنا دوست بنایا اور اس کے ساتھ یہ محبت محض اللہ تعالےٰ کے واسطے تھی اور یہ محبت بعینہٖ اللہ تعالیٰ کی ہے۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بِجَلَالِیْ یعنی بسبب میری عظمت اور عزت اور حرمت کے اس نے میرے دوست سے دوستی کی ہے جیسا کہ کوئی شخص دنیا میں کسی کے غلام کے ساتھ محبت کرتا ہے محض اس کے آقا کے لحاظ سے فی الحقیقت وہ محبت اور حرمت اور عظمت اس کے آقا کی کرتا ہے۔ اور آقا اس کا معلوم کرتا ہے کہ میری وجہ سے میرے غلام سے محبت کرتا ہے تو اُس کے آقا کے دل میں بھی اس کی وقعت اور عزت بیٹھ جاتی ہے۔ تو بھی ایسا ہی جان کہ جو محبت محض

marfat.com

اللہ تعالیٰ کے واسطے ہے وہ محبت خاص اولیاء اللہ اور علماء راسخین اور صالحین بے ریا کی ہے اُن کے سوا اور کوئی اس کا مستحق نہیں کیونکہ کفار اور فاسق وفاجر یہ تو خدا کے دشمن ہی ہیں لہذا انکی محبت تو اللہ تعالیٰ کے واسطے نہیں ہو سکتی بلکہ ان کی محبت تو شیطان کے واسطے ہو گی۔ ہاں البتہ نیکی اور بھلائی ان کے ساتھ ہو سکتی ہے جیسا کہ ان کو راہ راست پر لانا اور ہدایت کرنا یا ان کے واسطے ہدایت کی دعا کرنی لیکن محبت اور خلوص اور ہی چیز ہے اس کے کفار فاسق فاجر مستحق نہیں اور یہ جو فرمایا ہے کہ اُس روز سایہ کسی کا نہ ہو گا مگر میرا، تو شارحین محققین نے یہ مراد لی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا پردہ اور راحت عنایت کرے گا کہ اُن کو اُن تکالیف سے کسی طرح کا غم اور فکر نہیں ہو گا اور بعض نے کہا ہے کہ اللہ جل شانہٗ کے عرش کا سایہ ہو گا، گویا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف شرافت کی وجہ سے منسوب کیا گیا ہے۔ اس واسطے فرمایا ہے کہ یہ میرا سایہ ہے اب معلوم ہو گیا کہ اللہ جل شانہٗ ان سے محبت کرنے سے تم کو کیسا اعلیٰ انعام دینے کا وعدہ فرماتا ہے اور اللہ جل شانہٗ ایسی سخت حالت میں فرمائے گا کہ میری وجہ سے محبت کرنے والوں کو پہلے بلا کر میرے سایہ میں جگہ دو تاکہ ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ اے طالب مولیٰ اگر تو اس انعام کو خیال کرے تو اس انعام کے مقابلہ میں کوئی انعام نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ اوروں کو تو دیدار بہشت میں جا کر ہو گا اور محبت کرنے والے کو فرما دے کہ میں اُن کو اپنے سایہ میں جگہ دوں۔ دخول جنت سے پہلے کیا کمال درجہ کا دیدار الٰہی میں استغراق ہے کیونکہ سایہ، سایہ والے سے کسی صورت میں جدا نہیں ہوتا۔ اب یہ انعام تو قیامت کو وعدہ ہے جو دنیا میں انعام ہے محض اللہ واسطے محبت کرنے والے کے واسطے۔ اُس کو بھی سن لے کہ اللہ تعالیٰ کیا خوشخبری فرماتا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے اِنَّ رَجُلًا زَارَ اَخًا لَّہٗ فِیْ قَرْیَۃٍ اُخْرٰی فَاَرْصَدَ اللّٰہُ لَہٗ عَلٰی مَدْرَجَتِہٖ مَلَکًا قَالَ اَیْنَ تُرِیْدُ قَالَ اُرِیْدُ اَخًا لِّیْ فِیْ ھٰذِہِ الْقَرْیَۃِ قَالَ ھَلْ لَکَ عَلَیْہِ مِنْ نِّعْمَۃٍ تَرُبُّھَا قَالَ لَا غَیْرَ اَنِّیْ اَحْبَبْتُہٗ فِی اللّٰہِ قَالَ فَاِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِلَیْکَ بِاَنَّ اللّٰہَ قَدْ اَحَبَّکَ کَمَا اَحْبَبْتَہٗ فِیْہِ (رواہ مسلم) (ترجمہ) تحقیق ایک شخص اپنے بھائی کی زیارت کو چلا۔ جو ایک دوسرے گاؤں میں رہتا تھا۔ ایک فرشتہ کو

marfat.com

اللہ تعالےٰ نے اس کے راستہ پر متعین کیا بس پوچھا اس فرشتہ نے اس شخص سے کہ تو نے کہاں کا ارادہ کیا ہے۔ اس شخص نے جواب میں کہا کہ اس گاؤں میں میرا بھائی ہے اُس کی ملاقات کو جاتا ہوں۔ فرشتہ نے پوچھا کہ اس پر کوئی نعمت ہے کہ مالک ہوگا تو اس کا اُس شخص نے جواب دیا کہ نہیں تحقیق میں اس کی محبت اللہ تعالےٰ کے واسطے رکھتا ہوں اور محض اللہ تعالےٰ کے واسطے اس کی زیارت کو چلا ہوں اور نہ کچھ لین دین اور نہ کوئی رشتہ کا تعلق۔ میں نے تو اس کو محض اللہ تعالےٰ کے واسطے دوست بنایا ہے۔ اُس فرشتہ نے کہا کہ مجھے اللہ جل شانہٗ نے تیری طرف بھیجا ہے تاکہ خبر دوں تجھ کو کہ تحقیق اللہ تعالیٰ تجھ کو دوست رکھتا ہے جس طرح تو اس کو دوست رکھتا ہے اور یہ لفظ جو آیا ہے کہ کوئی نعمت ہے کہ مالک ہوگا تو اُس کا۔ تو اُس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ نعمت دی ہے کہ اس کا بدلہ لینے کو جاتا ہے اب حاصل یہ ہوا کہ بے طمع خالصۃً للہ کسی شخص کو اللہ تعالیٰ کا دوست اور مطیع سمجھ کر جو آدمی بھائی بنا دے گا اور ملاقات کو جائے گا۔ وہ اُس انعام کا مستحق ہوگا کہ اللہ تعالیٰ اُس کو بھی اپنا دوست بنا لے گا۔ یہ مطلب نہیں کہ اپنی دنیوی مطلب کے واسطے جا دے اور ان کو اپنا بھائی بنا دے اور اس انعام کا مستحق ہو واضح ہو کہ محبت اولیاء اللہ کی ہر حال میں فائدہ مند ہے اور ان کی محبت کرنے والا انہی کے ساتھ شمار کیا جاتا ہے۔ صرف اُس محبت کی وجہ سے اور اگر اُن کی صحبت اور ملاقات میسر نہ ہو خواہ دوری کی وجہ سے خواہ اس وجہ سے کہ وہ فوت ہو گئے ہیں۔ پھر بھی اگر ان کے ساتھ خالص محبت اللہ کے واسطے دل و جان سے رکھے گا تو اس محبت کی وجہ سے اُن ہی کے ساتھ شامل ہوگا اور اُن ہی کے گروہ میں قیامت کو بہشت میں داخل ہوگا۔ اس پر یہ حدیث شاہد ہے: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ کَیْفَ تَقُوْلُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فِیْ رَجُلٍ اَحَبَّ قَوْمًا وَّلَمْ یَلْحَقْ بِھِمْ فَقَالَ الْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

(ترجمہ) ایک شخص نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر عرض کی یا رسول اللہ کیا فرماتے ہو ایسے شخص کے حق میں کہ ایک قوم کو دوست رکھتا ہے مگر ان کے ساتھ لاحق نہیں ہوا عمل اور مرتبہ میں یا زندگی میں، حضرت نے فرمایا کہ جو شخص کسی سے محبت رکھتا ہے وہ اس کے

marfat.com

ساتھ ہی ہوتا ہے۔ یہ حدیث شریف خوشخبری سنا رہی ہے ان خوش قسمت لوگوں کے واسطے جو علماء سلف اور اولیاء اللہ اور آئمہ مجتہدین کی محبت رکھتے ہیں اور کوئی لفظ خلاف شان ان کے نہیں کہتے بلکہ ان کی محبت میں ہیں اور ان کے حق میں کلمہ تعریف کہتے ہیں۔ اگرچہ اُن سے ملاقات نہیں کر سکے اور نہ عمر میں برابر ہیں اور نہ زہد کرنے میں اور نہ تقوے میں، مگر اپنی استعداد کے موافق زہد اور تقویٰ رکھتے ہیں اور آئمہ مجتہدین کے راہ پر ہیں۔ اسی طریق پر عمل کرتے ہیں۔ اور انہیں کے طریق پر چلتے ہیں۔ مذہب میں طریقت میں اور عقائد میں یہ لوگ انہیں کے گروہ میں ہیں اور ان کا حشر انہی کے ساتھ ہوگا بخلاف ان کے کہ جو بجائے محبت کے اُنکے خلافِ شان لفظ کہتے ہیں، ایسا ہی اولیائے کرام سے محبت رکھنے والے اور ان کے طریق پر چلنے والے فی الحقیقت اُن ہی میں سے ہیں دنیا میں بھی اور عاقبت میں بھی ان ہی کے ساتھ حشر ہوگا پس یقین جان کہ یہ سلسلے جو نقشبندی۔ قادری۔ سہروردی۔ چشتی ایسا ہی حنفی، شافعی۔ مالکی۔ حنبلی یہ اسی گروہ متقدین کے ساتھ دنیا میں ہیں اور حشر بھی ان کا عاقبت میں انہی کا ساتھ ہوگا۔ اُن کے مخالف کے منہ میں یہاں بھی آگ ہے اور آگے بھی آگ ہے اگر توبہ کر کے موافق نہ بنیں اور اگر تیری اس سے بھی تسلی نہیں ہوئی تو آگے ایک اور حدیث سن؛

عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلاً قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ مَتَی السَّاعَةُ قَالَ وَیْلَکَ مَا اَعْدَدْتَ لَهَا قَالَ مَا اَعْدَدْتُ لَهَا اِلَّا اَنِّیْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ قَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ قَالَ اَنَسٌ فَمَا رَاَیْتُ الْمُسْلِمِیْنَ فَرِحُوْا بِشَیْءٍ بَعْدَ الْاِسْلَامِ۔

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا کہ یارسول اللہ قیامت کب آئیگی۔ آپ نے فرمایا سختی ہو تجھ کو قیامت کے واسطے تو نے کیا تیار کیا ہے۔ اس نے عرض کیا کہ میں نے قیامت کے واسطے اور تو کچھ تیار نہیں کیا مگر محبت اللہ جل شانہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت ہے حضرت نے فرمایا تو ان کے ساتھ ہوگا جن سے تو محبت رکھتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اسلام کے بعد ایسے خوش کبھی نہیں دیکھا کسی چیز سے مسلمانوں کو جیسا کہ اس ارشاد پر مسلمان خوش ہوئے اور اپنا دوست بنانا صالح مرد یا برا آدمی اُن دونوں کے نفع اور نقصان سے اس حدیث میں بیان فرماتے ہیں مَثَلُ الْجَلِیْسِ الصَّالِحِ وَالسَّوْءِ کَحَامِلِ الْمِسْكِ اِمَّا

maarfat.com

اَنْ یُّحْذِیَکَ وَ اِمَّا اَنْ تَبْتَاعَ وَ اِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحًا طَیِّبَۃً وَنَافِخُ الْکِیْرِ اِمَّا اَنْ یُّحْرِقَ ثِیَابَکَ وَ اِمَّا اَنْ تَجِدَ مِنْہُ رِیْحًا خَبِیْثَۃً

(ترجمہ) مثال ہمنشیں نیک اور برے کی مانند اٹھانے والے مشک یعنی کستوری اور پھونکنے والے دھونکنی کے ہیں پس اٹھانے والے مشک یعنی کستوری کے جو پاس آکر تو بیٹھے گا "تو تین نفعوں سے خالی نہیں یا یہ کہ وہ دے گا تجھ کو مفت خوشبو کہ مول لے گا تو اس سے، یا یہ کہ تو اس سے خوشبو پاوے اگر مفت بھی نہ دے گا تجھے اور مول بھی نہ دے گا تو خوشبو تو روک ہی نہیں سکتا بہرحال نفع ہے اس کی صحبت میں اور اگر پھونکنے والے دھونکنی کے پاس تو بیٹھے گا تو دو نقصان تو بالفعل موجود ہیں یا یہ کہ جلا دے گا کپڑے تیرے یا پاوے گا تو اس سے دھواں یا دونوں ہی اب مصاحب بڑا ضائع کرے گا وقت کو اور خلل ڈالے گا پرہیزگاری میں بدحالی اور ناخوشی اور نقصان تو بالفعل موجود ہیں ایسے یاروں سے خدا پناہ دے اور جو جلیس صالح ہو اس کے ساتھ اللہ واسطے محبت کی جاوے اور جو کچھ اس کی محبت میں خرچ کیا جاوے یا اس کی زیارت کی جاوے یا اس کے پاس بیٹھا جاوے تو یہ موجب رضا الٰہی اور محبت الٰہی کا ہے جیسا کہ حدیث شریف شہادت دے رہی ہے۔ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَجَبَتْ مَحَبَّتِیْ لِلْمُتَحَابِّیْنَ فِیَّ وَالْمُتَجَالِسِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَزَاوِرِیْنَ فِیَّ وَالْمُتَبَاذِلِیْنَ فِیَّ (ترجمہ) فرمایا ہے اللہ تعالیٰ نے واجب ہوئی محبت میرے واسطے محبت رکھنے والوں کی بسبب محبت میری کے اور واسطے بیٹھنے والوں کی آپس میں بسبب خوشی میری کے اور واسطے ملاقات کرنے والوں کے آپس میں بسبب رضا میری کے اور آپس میں خرچ کرنے والوں کے بسبب میری عظمت اور جلال کے اور اس آگے کی حدیث میں آیا ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یَقُوْلُ اللّٰہُ اَلْمُتَحَابُّوْنَ فِیْ جَلَالِیْ لَھُمْ مَنَابِرُ مِنْ نُّوْرٍ یَّغْبِطُھُمُ النَّبِیُّوْنَ وَالشُّھَدَآءُ (ترجمہ) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتا ہے اللہ تعالیٰ آپس میں محبت رکھنے والے بسبب بزرگی میری کے واسطے ان کے ممبر ہیں نور کے ثنا کریں گے ان پر انبیاء اور شہداء گویا کہ وہ بہت عمدہ شان والے ہیں کہ انبیاء اور شہداء بھی ان پر ثنا کریں گے سبحان اللہ کیا شان ہے اللہ تعالیٰ کے واسطے

marfat.com

محبت کرنے والے کی کہ ان کو اللہ تعالیٰ اعلیٰ مقام بہشت میں عنایت کرنے کا وعدہ فرماتا ہے یہ اس واسطے ہے کہ تخم ہے اللہ تعالیٰ کے حاصل وصل ہونے کا کیونکہ جب اہل اللہ کے پاس خلوص نیت سے بیٹھے گا تب ہی اُس کو اثر ہوگا جب کہ حدیث شریف میں :-
یَا اَبَاذَرٍّ اَیُّ عُرَی الْاِیْمَانِ اَوْثَقُ قَالَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ الْمُوَالَاۃُ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہِ (ترجمہ) فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اے ابوذر رضی اللہ عنہ کون سی دستک ایمان کی یعنی رسّی اور صفت ایمان کی محکم ہے تاکہ تمسک کیا جاوے ساتھ اُس کے نجات آخرت اور حصول ثواب کے لئے ابوذرؓ نے عرض کی کیا اللہ اور رسول اُس کا خوب جانتا ہے فرمایا حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ موالات ہے واسطے اللہ تعالیٰ کے معنی موالات کے یہ ہیں۔ ایک شخص دوسرے شخص کو بھائی بنائے اپنا اور مراد بھائی بنانے سے جاری کرنا محبت کا ہے کہ ایک دوسرے کی مہم کو کفایت کرے اور دوستی اللہ تعالیٰ کے واسطے اور دشمنی بھی اللہ تعالیٰ کے واسطے یعنی اللہ کے دشمن کو اپنا دشمن سمجھے اور اللہ کے دوست کو اپنا دوست سمجھے۔ خلاصہ یہ ہے کہ بہت ہی رضا الٰہی میں رہنا اور حزب اللہ میں داخل ہونا اور معاونت اور محبت کرنا اُس عمل کی وجہ سے ہوتا ہے جیسا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِذَا عَادَ مُسْلِمٌ اَخَاہُ اَوْزَارَہٗ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی طِبْتَ وَطَابَ مَمْشَاکَ وَتَبَوَّأْتَ مِنَ الْجَنَّۃِ مَنْزِلًا (ترجمہ) جب عیادت (بیمار پرسی) کرنے کے واسطے جاتا ہے یا ویسے ملاقات کرنے جاتا ہے مسلمان بھائی اپنے کی یعنی اس کو مرض کی حالت میں پوچھنے جاتا ہے یا ویسے ملاقات کرنے جاتا ہے اُس کی۔ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ خوب ہوئی زندگانی تیری اور آخرت تیری اور جگہ پکڑی تو نے جنت کے مقام میں۔ اب غور کرو کہ کس قدر فضیلت ہے اللہ والوں کی محبت کرنے میں گویا کہ وہ رضائے الٰہی کے میدان میں مخالف خدا سے مبارزت کر دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی بہادری دیکھ کر اس کو انعام کا وعدہ فرماتا ہے پس چاہیئے کہ اہل اللہ کو دوست رکھے تو چند دن دوستی کر کے نہ چھوڑ دے کسی دنیاوی باتوں سے اُس پر ناراض ہو کر دور نہ ہو جائے بلکہ اس کا نام وغیرہ پوچھ لے اور اس کو خبر دے کہ میں تجھ کو دوست

marfat.com

رکھتا ہوں اپنا تاکہ وہ اہل اللہ اُس کے حق میں دعا کرے جیسا کہ فرمایا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِذَا اَحَبَّ الرَّجُلُ اَخَاهُ فَلْيُخْبِرْهُ اَنَّهُ يُحِبُّهُ (ترجمہ) جب محبت کرے کوئی شخص بھائی اپنے سے یعنی دوست بنائے اپنا چاہیئے کہ خبر دے اپنی دوستی کی اُس کو۔ اِس واسطے کہ وہ بھی رعایت کرے گا دعا خیر میں، مگر اتنی بات کا ضرور خیال رکھنا چاہیئے کہ جس کو تو دوست بنانا چاہتا ہے وہ گروہ حزب اللہ سے ہو یعنی خدا کے دوستوں میں سے ہو تب یہ فضائل ہیں اُس کے واسطے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی ہے اللہ کے دوستوں کے سوا دوسروں سے محبت کرنے کی بلکہ اُن کے ساتھ بیٹھنے کی بھی ممانعت ہے جیسا کہ اس حدیث شریف سے واضح ہے لَا تُصَاحِبْ اِلَّا مُؤْمِنًا وَّ لَا يَاْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِيٌّ (ترجمہ) نہ یارانہ کر مگر مومن صالح سے اور نہ کھاوے کھانا تیرا مگر پرہیزگار، مراد کھلانے سے کھانا دعوت کا ہے جو محبت کی وجہ سے کی جاتی ہے ورنہ بھوک کی وجہ سے کوئی شخص ہو سب کو کھلانا درست ہے۔ اب یہ تجھے معلوم ہو گیا کہ محبت سوائے صالح مرد کے دوسرے کے ساتھ جائز نہیں مگر اس زمانہ میں بہت مشکل پڑ گئی ہے کہ ظاہرا صورتیں تو اچھی معلوم ہوتی ہیں مگر دل خراب ہیں جیسے کہ انڈوں کی ظاہر صورتیں یکساں ہیں مگر اندر سے کوئی گندہ ہوتا ہے اور کوئی اچھا۔ اب ظاہر میں تو گندے کو بھی اچھا کہے گا اور اس کو خریدے گا۔ یا جس حیلہ سے لے کر اپنے کام میں لا دے گا تو بعد کو بات کھلے گی کہ گندہ تھا مگر اب اس کا تدارک مشکل ہے اس واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ پہلے اس کو معلوم کرے کہ تیرا دوست اندر یا باہر سے نیک ہے یا اُس کے خلاف پھر دوستی کر۔ اُس سے اگر وہ لائق دوستی کے ہے ورنہ اُس سے دُور رہنا چاہیئے۔ اُس کی وجہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک حدیث فرماتے ہیں اَلْمَرْءُ عَلٰى دِيْنِ خَلِيْلِهٖ فَلْيَنْظُرْ اَحَدُكُمْ مَنْ يُّخَالِلُ (ترجمہ) آدمی اوپر دین بھائی اپنے کے ہوتا ہے یعنی دوست اپنے کے پس چاہیئے کہ دیکھے تم میں کا اُس کو جس کو دوست رکھتا ہے پہلے دوستی کرنے سے۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو کوئی کسی کو دوست رکھتا ہے تو اُس کو اُس کی تاثیر بہت

marfat.com

جلدی ہوتی ہے پس چاہیئے کہ اُس کو دیکھ لے اگر اچھا اور صالح اور ایماندار مومن ہے تو اس کی محبت کرے اور اس کو اپنا یار بنا دے ورنہ اس سے دور رہے۔ اس واسطے کہ دوست آدمی کا ہر امر میں اُس کا مشیر ہوتا ہے اور ہر بات کے نفع نقصان میں اُس سے مشورہ لیتا ہے، اگر وہ دوست بے دین ہے تو اس کی صحبت بھی نقصان والی اور اُس سے کسی قسم کا بھید ظاہر کرنا موجب نقصان ہے اور مشورت شریعت میں ہر امر میں بہت مفید ہے بلکہ مسنون ہے ؎

مشورت سے عقل ہو تیری فزوں ‏ ‏ مشورت ہے راہ حق کی رہنموں
مشورت سے عقل ہو تیری دوچند ‏ ‏ مشورت ہے ہر طرح سے سودمند
مشورت کو چاہیئے مردِ امین ‏ ‏ تا نہ کر دے تجھ کو پیوندِ زمیں!
مشورت فرعون نے ہاماں سے لی ‏ ‏ وہ ہی اس کو طوق گردن میں ہوئی
یار بد پر راز کرمت آشکار ‏ ‏ لے نہ شوریٰ احمقوں سے زینہار
یار بد سے راز کو اپنے چھپا ‏ ‏ تا نہ پہنچائے تجھے تحت الثریٰ
گر نہ سنتا یار بد سے وعظ و پند ‏ ‏ ہوتا کب وہ قعر میں دوزخ کے بند
چلتا گر وہ آسیا[1] کی راہ پر ‏ ‏ بحر قلزم سے نہ ہوتا کچھ اثر
ڈوبتا کیوں ایسے وہ گرداب میں ‏ ‏ تا ابد ہو جس کے پیچ و تاب میں
جس کے اوپر ہو عنایاتِ خدا ‏ ‏ اُس کو دیتا ہے زیادہ حوصلہ
ہیں بشر صورت میں سارے ایکساں ‏ ‏ فرق سیرت کا ہے ان کے درمیاں
سیرتِ بد سے ہوا فرعون بد ‏ ‏ سیرتِ بد سے ہوا نمرود رد
اچھی خصلت سے ہوا موسیٰ نبی ‏ ‏ پاک طینت سے خلیل اللہ صفی
دیکھنے میں زنگ ظاہر کا دُخر ‏ ‏ زنگ باطن پر ہے مردوں کی نظر
آدمی کو وہ ہی آتا ہے نظر ‏ ‏ غیب سے ہو حکم اُس کا جس قدر

---

[1] : نام عورت کا ۔ فرعونِ مصر کی بیوی جو بہت نیک بخت اور ایماندار تھی۔

marfat.com

کام جو کچھ چاہتا ہے کردگار
جمع ہو جاتے ہیں سب اسباب کار

پس جس وقت تجھ کو دوست صالح میسر ہو جاوے پھر اس کو غنیمت سمجھ اور اسباب دوستی کے مہیا کر جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں:۔ اِذَا اٰخَی الرَّجُلُ فَلْیَسْئَلْہُ عَنِ اسْمِہٖ وَاسْمِ اَبِیْہِ وَمِمَّنْ ھُوَ فَاِنَّہٗ اَوْصَلُ لِلْمَوَدَّۃِ (ترجمہ) جب بھائی چارہ کرے کوئی کسی سے پس چاہیئے کہ پوچھے اس سے نام اُس کا اور نام اُس کے باپ کا اور یہ کہ وہ کس قبیلہ سے ہے اس واسطے کہ یہ بات بہت بڑھاتی ہے محبت کو کیونکہ محبت صلحا کی خدا کی نعمت کے خزانے ایک بڑا عالی شان خزانہ ہے اور صلحا سے خالص اللہ تعالیٰ کے واسطے محبت نفع دیتی ہے ہر حالت میں نفع دیتی ہے۔ اگرچہ دنیا میں صلحا سے ملاقات نہ بھی میسر ہوئی ہو بہ سبب دوری کے یا کسی اور سبب سے تو اللہ تعالیٰ اُن دونوں کی قیامت کے میدان میں ملاقات کرائے گا جیسا کہ اس پر حدیث شریف شاہد ہے لَوْ اَنَّ عَبْدَیْنِ تَحَابَّا فِی اللّٰہِ عَزَّ وَ جَلَّ وَاحِدٌ فِی الْمَشْرِقِ وَالْاٰخَرُ فِی الْمَغْرِبِ جَمَعَ اللّٰہُ بَیْنَھُمَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ یَقُوْلُ ھٰذَا الَّذِیْ کُنْتَ تُحِبُّہٗ فِیَّ (ترجمہ) اگر تحقیق دو بندے آپس میں محبت رکھتے ہیں اللہ عزوجل کے واسطے اور ایک ان میں کا مشرق میں ہے اور دوسرا مغرب میں۔ اگر دنیا میں ان کی حیات میں ملاقات نہیں ہوئی تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُن کو جمع کرے گا تاکہ وہ ملاقات کریں اور اللہ تعالےٰ خود فرمائے گا کہ یہ وہ شخص ہے کہ جس کے ساتھ تو دنیا میں محبت رکھتا تھا میری راہ میں۔ پس ثابت ہو گیا کہ اولیاء کرام اور علماء راسخین خواہ زمین کے کسی ٹکڑے پر ہوں ان کو دل سے دوست رکھے تو اللہ جل شانہٗ قیامت میں ان سے ملاقات کرا کے اپنے انعامات عنایت فرمائے گا جو ذکر ہوئے ہیں اللہ واسطے محبت رکھنے والوں کے لئے۔ یہ انعامات جو ذکر ہوئے یہ تو عاقبت میں عنایت فرمانے کا وعدہ فرماتا ہے اور جو انعامات بالفعل موجود ہو جاتے ہیں۔ معاً اللہ تعالیٰ کی محبت کرنے والوں کے واسطے وہ اس حدیث سے ہیں:

marfat.com

اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى مِلَاكِ هٰذَا الْاَمْرِ الَّذِىْ تُصِيْبُ بِهٖ خَيْرَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ عَلَيْكَ بِمَجَالِسِ اَهْلِ الذِّكْرِ وَاِذَا خَلَوْتَ فَحَرِّكْ لِسَانَكَ مَا اسْتَطَعْتَ وَاَحِبَّ فِى اللّٰهِ وَالْبُغْضُ فِى اللّٰهِ يَا اَبَا ذَرِّيْنَ هَلْ شَعَرْتَ اَنَّ الرَّجُلَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَيْتِهٖ زَائِرًا اَخَاهُ شَيَّعَهٗ سَبْعُوْنَ اَلْفَ مَلَكٍ كُلُّهُمْ يُصَلُّوْنَ عَلَيْهِ وَيَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اِنَّهٗ وَصَلَ فِيْكَ فَصِلْهُ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَعْمَلَ جَسَدَكَ فِىْ ذَالِكَ فَافْعَلْ :

(ترجمہ) فرمایا حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا نہ بتا دوں میں تجھ کو مدار اس کام کا یعنی جو پہنچی ہے اس کام کی کہ تو بسبب اس کے بھلائی دینا اور آخرت کی کو پہنچ جاوے پس لازم پکڑ اپنے پر مجلسیں اہل ذکر والوں کی اور جس وقت تنہا ہووے تو پس ہلا زبان اپنی ذکر الٰہی میں جس قدر کہ طاقت رکھے تو۔ اور دوستی رکھ اللہ کی راہ میں اور دشمنی رکھ اللہ کی راہ میں۔ اے ابی ذر کیا جانتا ہے تو کہ تحقیق آدمی جب نکلتا ہے گھر اپنے سے ملاقات کرنے بھائی اپنے کی جو محض اللہ کے واسطے اس نے بھائی بنایا ہے تو پیچھے ہوتے ہیں اُس کے ستر ہزار فرشتے کہ دعا بخشنے کی کرتے ہیں اس پر اور کہتے ہیں کہ اے رب ہمارے تحقیق یہ ملتا ہے تیری راہ اپنے بھائی کو صرف تیری رضا کے واسطے پس ملا اُس کو اپنی رحمت سے، پس اگر طاقت رکھے تو یہ کہ مشقت میں ڈالے بدن اپنے کو درمیان اس کے پس آسان کر اس کو۔

اب جاننا چاہیئے کہ یہ مراتب تب ملتے ہیں جب خالصتہً للہ اپنی محبت اللہ والوں سے کرے۔ یہ نہ سمجھنا چاہیئے کہ جو کوئی بھائی بنا لیا وہ ہی اُس انعام کا مستحق ہے بلکہ بھائی وہ مراد ہے جو اس حدیث شریف میں مذکور ہے کہ محض اللہ کے واسطے ہو اور جو اللہ جل شانہ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (سورۃ الحجرات الثلثہ) (ترجمہ سوائے اس کے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں تو اپنے دو بھائیوں میں اصلاح کرو اور اللہ سے ڈرو تاکہ تم رحم کیئے جاؤ۔

حدیث مبارک: كُلُّ مُؤْمِنٍ اِخْوَةٌ . یعنی ہر مومن ایمان کی وجہ سے بھائی ہے اگرچہ نسبت کی

marfat.com

وجہ سے باپ، بیٹا، عورت، خاوند ہیں۔ اب واضح ہو گیا کہ کامل ایمان والے سے کامل ایمان والے کی ہی محبت خالصتہً للہ ہوتی ہے۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ انعام کا وعدہ فرماتا ہے: قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ فِی الْجَنَّۃِ لَعُمُدًا مِّنْ یَّاقُوْتٍ عَلَیْھَا غُرَفٌ مِّنْ زَبَرْجَدٍ لَّھَا اَبْوَابٌ مُّفَتَّحَۃٌ تُضِیْءُ کَمَا تُضِیْءُ الْکَوَاکِبُ الدُّرِّیُّ فَقَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَنْ یَّسْکُنُھَا قَالَ الْمُتَحَابُّوْنَ فِی اللّٰہِ وَالْمُتَجَالِسُوْنَ فِی اللّٰہِ وَالْمُتَلَاقُوْنَ فِی اللّٰہِ۔

(ترجمہ) تحقیق بہشت میں البتہ ستون ہیں یاقوت کے اس پر بالاخانے ہیں زمرد کے۔ ان کے دروازے کھلے ہوئے ہیں چمکتے ہیں جیسا کہ چمکتا ہے ستارہ روشن، پس عرض کی صحابیوں رضی اللہ عنہم اجمعین نے اے رسولِ خدا کے کون رہے گا ان میں۔ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت رکھنے والے آپس میں اللہ تعالیٰ کے واسطے اور بیٹھنے والے آپس میں اللہ تعالیٰ کے واسطے اور ملنے والے آپس میں اللہ تعالیٰ کے واسطے۔ اور یہ حدیث شعب الایمان میں ہے اور حصن حصین میں منقول ہے اور اس حدیث سے پہلے جو حدیث ہے اس میں تو صاف واضح ہو گیا کہ اسی وقت اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس کے واسطے دعاء رحمت کرنے لگتے ہیں جب کہ کوئی اپنے بھائی کی ملاقات کو اللہ تعالیٰ کے واسطے کرنے نکلتا ہے اور اس حدیث میں کمال انعام کا وعدہ فرماتا ہے۔ اب یہ جو آگے کی حدیث ہے اس میں اللہ تعالیٰ اپنے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کو محض محبت پر ہی انعام کا ارشاد فرماتا ہے اور دنیا ہی میں یعنی معاً محبت کرنے کے ساتھ ہی انعام الٰہی شروع ہو جاتا ہے۔ وہ حدیث یہ ہے:۔

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَحَبَّ عَبْدٌ عَبْدًا لِلّٰہِ اِلَّا اَکْرَمَہٗ رَبُّہٗ عَزَّ وَجَلَّ۔ (رواہ احمد)

(ترجمہ) نہیں دوست رکھتا ایک بندہ دوسرے بندے کو محض اللہ تعالیٰ کے واسطے مگر اللہ تعالیٰ عزّ وجل اس کی زیادہ عزت کرتا ہے۔ یعنی **خلاصہ** مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ

marfat.com

جب ایک بندہ دوسرے بندے کو اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنا دوست بناتا ہے اور ہر ایک کی طرف سے ایک دوسرے کی محبت محض اللہ تعالیٰ کے واسطے ہوتی ہے تو اُس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ دنیا میں اُن کی شان اور عزت بلند کرتا ہے۔ مگر رجان کہ جو خلوصِ محبت اللہ تعالیٰ کے واسطے ہوتی ہے اُس پر یہ انعام مُرتّب ہوتے ہیں۔ اس کی تفصیل رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں کمال وضاحت کے ساتھ بیان فرمائی ہے ؏

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ عِبَادِ اللّٰہِ ھُنَا لَاُنَاسًا مَّا ھُمْ بِاَنْبِیَاءَ وَّلَا شُھَدَاءَ یَغْبِطُھُمُ الْاَنْبِیَاءُ وَالشُّھَدَاءُ بِمَکَانِھِمْ مِّنَ اللّٰہِ قَالُوْا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ تُخْبِرُنَا مَنْ ھُمْ قَالَ ھُمْ قَوْمٌ یَّتَحَابُّوْنَ بِرُوْحِ اللّٰہِ عَلٰی غَیْرِ اَرْحَامٍ بَیْنَھُمْ وَلَا اَمْوَالٍ یَّتَعَاطَوْنَھَا فَوَاللّٰہِ وُجُوْھُھُمْ لَنُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ لَا یَخَافُوْنَ اِذَا خَافَ النَّاسُ وَلَا یَحْزَنُوْنَ اِذَا حَزِنَ النَّاسُ وَقَرَاَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (رواہ فی شرح السنتہ عن ابی مالک)

(ترجمہ) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تحقیق بعض اللہ کے بندوں میں سے البتہ ایسے بندے ہیں کہ نہ وہ نبی ہیں اور نہ شہید ہیں صفت اور ثنا کریں گے نبی اور شہید ان کے مکانوں کی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو ملے ہیں۔ عرض کی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین نے یا رسول اللہ فرمائیے کہ وہ کون لوگ ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ ایسی قوم ہے کہ آپس میں محبت رکھتے ہیں خالص

marfat.com

اللہ کے واسطے نہ ان میں رشتہ داری کی وجہ سے محبت ہے اور نہ مال لینے دینے کی وجہ سے ہے۔ قسم ہے اللہ جل شانہٗ کی منہ اُن کے البتہ نور ہوں گے اوپر نور کے نہیں خوف ہوگا۔ اُن کو جس وقت کہ خوفناک ہوں گے لوگ اور نہ غمناک ہوں گے جس وقت غمناک ہوں گے لوگ پھر پڑھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو۔ اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ۔ الیٰ اٰخِرِہٖ (ترجمہ) خبردار ہو کہ تحقیق اولیا اللہ پر نہیں ہے کسی طرح کا خوف اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔ ؎

دادیم ترا ز گنج مقصود نشاں
گر ما نہ رسیدیم تو شاید برسی

٭

marfat.com

فصل

دربیان مسئلہ توحید وحدت الوجود

یارب مجھے دل دے کہ تیرے درد کا گھر ہو
اور دائمی رحمت کی تیری اُس پہ نظر ہو
بینا ہو تیرے حسن کا ہر شان میں ہر آن
تا زیست یہی کار اسے شام وسحر ہو
دل دے کہ تیرے ساتھ وہ مشغول ہو ایسا
محشر کا اگر شور ہو تو بھی نہ خبر ہو
دل دے کہ تیرے شوق میں یہ حال ہو اس کا
سیماب کا جس طور سے آتش میں گذر ہو
دل دے کہ ہو آہوئے بیابان طپیدن
دل ایسا دے جو آتش سوزاں کا ثمر ہو
دل دے جو ہو آتش میں محبت کے برشتہ
دل دے کہ تیرے درد سے تاثیر اثر ہو

بندوں سے ترے ایک کمینہ ہے یہ سرور
کیا دور ہے رحمت کی نظر اس پہ اگر ہو

تحقیق حق سبحانہٗ تعالیٰ ایک وجود ہے پاک برتر نہ واسطے اُس کے صورت ہے نہ حد نہ حصر اور باوجود پاکی اور برتری کے ظاہر ہوا اور تجلی کی ساتھ شکل اور حد کے اور کچھ تغیر نہ ہوا وجود پاک اُس کا اُس پاکی اور برتری سے جو پہلے اُس ظاہر ہونے اور تجلی کرنے سے تھی بلکہ ویسا ہی ہے جیسا کہ تھا اَلاٰنَ کَمَا کَانَ تحقیق وجود واحد ہے اور لباس مختلف ومتعدد اور یہی وجود حقیقت ہے تمام موجودات کی اور باطن تمام کائنات کا یہاں تک کہ کوئی ذرہ نہیں خالی اس وجود سے جیسا کہ فرمایا ہے۔ ؎

چہ ظہورات حق وچہ باطل
جملہ راہست ذات او شامل

marfat.com

اور یہ وجود ساتھ معنی تحقیق اور حصول کے نہیں اس واسطے کہ یہ دونوں معانی مصدریہ سے ہیں اور خارج میں موجود نہیں۔ پس اطلاق نہیں کیا جاتا وجود کا اس معانی کے ساتھ حق جل شانہٗ پر کیونکہ وجود اس کا موجود ہے خارج میں اور پاک اور برتر ہے وہ ایسے وجود سے تعالیٰ عن ذالک علوا کبیرا۔ وجود اُس کا ایسا وجود ہے کہ حقیقی ہے اور صفت کیا گیا ہے ساتھ اِن دونوں صفتوں کے یعنی ہونا اُس ذات کا ساتھ ذات اپنی کے ہے اور وجود تمام موجودات کا ساتھ اس کے ہے اور نہیں غیر اُس کا ظاہر میں اور تحقیق یہ وجود اپنی کنہہ کی طرف سے نہیں ظاہر ہوتا کسی پر اور نہیں پاتی اُس کو کوئی عقل نہ کوئی وہم نہ کوئی حواس اور نہیں آتا کسی قیاس میں، سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے۔ ؎

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
وز ہرچہ گفتہ ایم و شنیدیم و خواندہ ایم

اس واسطے ان سے بَری ہے کہ یہ تمام محدثات ہیں اور محدث نہیں ادراک کرتا کنہہ مگر محدث کو۔ بیت

نظر محسوس بر محسوس باشد　　منزہ را منزہ مے شناسد

برتر ہے ذات و صفات اُس کی اِن حدوثات سے اور جو شخص کہ ارادہ کرے معرفت کا اس کی اس وجہ سے اور سعی کرے اُس میں پس تحقیق ضائع کیا اُس نے وقت اپنا لیکن تحقیق مراتب اُس وجود کے بہت ہیں۔

مرتبہ اوّل

اس مرتبہ کو لاتعین اور لا اطلاق اور ذات بحت کہتے ہیں لیکن اس معنی سے نہیں کہ قید اطلاق و مفہوم کی سلب ہے، یہ تعین دونوں ثابت ہیں بیچ اس مرتبہ کے بلکہ ساتھ اس معنی کے ہے کہ تحقیق یہ وجود اُس مرتبہ میں پاک کیا گیا ہے۔ اضافتوں نعوت و صفات کے سے اور پاک کیا گیا ہے ہر قید سے یہاں تک کہ قید سے اطلاق کے بھی اور نام اُس مرتبہ کا احدیت ہے اور یہ مرتبہ کنہہ ہے۔ حق سبحانہٗ تعالیٰ کی اور نہیں اوپر اُس مرتبہ کے کوئی مرتبہ دوسرا بلکہ تمام مراتب نیچے اُس کے ہیں۔

marfat.com

ابیات

ذات حق خود زخود در خود | بود در ملک بیخودی بےخود
خود زخود محتجب بخود مے بود | کہ زنا بود و بود بود نبود
خود زعرفان خویش بود بہ غیب | بلکہ از حرف غیب ہم در غیب
نیست جائے زباں عبارت را | نیست راہے بداں اشارت را
کز مخفی ازاں عبارت ہست | لاتعین درا اشارت ہست

مرتبہ دوم

بموجب ذات کے دوسرا ہے اور بموجب تنزل کے یہ تعین اول ہے اور یہ عبارت علم حق سبحانہٗ تعالیٰ کے واسطے ذات اور صفات اپنی کے اور واسطے تمام موجودات کے اوپر وجہ اجمال کے یعنی بغیر امتیاز بعض کے بعض سے اور نام اُس مرتبہ کا وحدت ہے اور حقیقت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم۔

مرتبہ سوم

یہ مرتبہ تعین دوسرا ہے اور یہ عبارت ہے علم حق سبحانہٗ تعالےٰ کے واسطے ذات اور صفات اور واسطے تمام موجودات کے سے اوپر طریق تفصیل کے سے یعنی امتیاز بعض موجودات کے بعض سے اور نام اُس مرتبہ کا واحدیت ہے اور حقیقت انسانی پس یہ تین مراتب قدیم ہیں لیکن تقدیم و تاخیر عقلی ہے نہ زمانی۔

مرتبہ چہارم

یہ مرتبہ عالم ارواح کا ہے اور یہ عبارت ہے اشیاء کونیہ سے وہ اشیاکہ مجردہ اور بسیط ہیں اور ظاہر ہوئی ہیں اوپر ذاتوں اپنی اور شالوں اپنی کے۔

مرتبہ پنجم

یہ مرتبہ عالم مثال کا ہے اور یہ عبارت ہے اُن اشیاء کونیہ سے کہ مرکبہ ہیں اور مرکبہ ایسی کہ لطیف ہیں نہیں قبول کرتی جزو ہونے کے اور بعض ہونے کو نہ قابل تقسیم ہونے کے نہ ل جانے کے۔

marfat.com

مرتبہ ششم

یہ مرتبہ عالمِ اَجسام کا ہے عبارت ہے اشیاء کونیہ مرکبہ سے کہ کشف ہیں اور قبول کرتی ہیں جزو ہونے کے اور بعض ہونے کو۔

مرتبہ ہفتم

یہ مرتبہ جامع ہے واسطے جمیع مراتب مذکورہ کے یعنی مراتب جسمانی اور نورانی وروحانی اور وحدت و وحدیت اور احدیت کے اور یہ تجلی اخیر اور لباس اخیر ہے۔ بس یہ حضرت انسان ہے۔

غزل

ہے عجب یہ ظہور قابل سیر — اِس میں کعبہ ہے اور اس میں دیر
مرأت الحق و سرّی و صفتی — کون ہے اور کہہ تو اِس کے بغیر
مجمع ذات اور صفات ہے یہ — ہے اسی سے تمام شر اور خیر
ہے یہی قاف قدس کا عنقا — لامکاں میں رکھے ہے اپنے طیر

لوح دل صاف کر خودی سے سرودؔ
خودی کو اور خدائی کو ہے بیر

پس یہ سات مراتب ہوئے اور یہ مرتبہ کہ ساتواں ہے یعنی حضرت انسان جس وقت عروج کرتا ہے اور ظاہر ہوتے ہیں اس میں وہ مراتب مذکورہ ساتھ انبساط ان مرتبوں کے کہاجاتا ہے اُس کو انسان کامل اور عروج وانبساط اوپر وجہ کامل کے ہے کہ تھی یہ کمالیت نبی ہمارے صلی اللہ علیہ وسلم میں اور بہ سبب اسی بات کے خاتم النبیین ہوئے اور تحقیق اسماء مراتب الوہیت کو جائز نہیں اطلاق کرنا او پر مراتب اسماء کونیہ کے اور خلقت کے اور ایسا ہی جائز نہیں اطلاق مراتب اسماء کونیہ اور خلق کا اوپر مراتب الوہیت کے۔

marfat.com

رُباعی

بالفرض گر صاحبِ تحقیق ہے تُو   اور مرتبۂ صدق میں صدیق ہے تُو
ہر مرتبہ وجود کا ہے حکم جدا   گر حفظِ مراتب نہ کرے زندیق ہے تُو

اور تحقیق واسطے اس وجود کے دو کمال ہیں۔ ایک کمال ذاتی۔ دوسرا اسمائی۔ کمال ذاتی عبارت ہے ظہور اس برتر کے سے اوپر نفس اپنے کے بغیر اعتبار کرنے غیر اور غیریت کے اور غنا مطلق لازم ہے اُس کمال کو، غنا مطلق اِس کو کہتے ہیں کہ مشاہدہ کرنا اُس تعالیٰ نے بیچ نفس اپنے کے تمام شیونات اور اعتبارات کا کہ الٰہیہ و کونیہ ہیں ساتھ احکام اور لوازم و مقتضیات اُس کے کے اوپر وجہ کلی جملی کے کہ مندرج ہوتا ہے نیچ بطون ذات اور وحدت اُس کی کے جیسے کہ درج ہوتا ہے تمام اعداد کا بیچ عدد واحد کے اور سوا اس کے نہیں کہ نام رکھا ہے غنا مطلق بہ سبب اِس بات کے کہ تحقیق وہ پاک و منزہ ہے باوجود ان مشاہدوں کے اور بے پرواہ ہے ظہور کرنے عالم کے سے اوپر وجہ تفصیل کے نہیں حاجت اُس کو حاصل کرنے میں مشاہدوں کی طرف عالم کے اور اس چیز کے کہ بیچ عالم کے ہے اس سبب سے کہ مشاہدہ تمام موجودات کا حاصل ہے اُس برتر کو نزدیک اندراج کرنے تمام کے بیچ بطون اُس کے گے اور اس کی وحدت کے اور یہ مشاہدہ ہے علمی مانند مشاہدہ تفصیل کے بیچ مجمل کے اور کثیر کے بیچ واحد کے اور درخت کا بیچ تخم کے مع شاخ اور تمام توابع اس کی کے۔

رباعی

ہمچوں تخم شجر بداں ذاتش   چوں شجر قس زکون ہیئاتش
تخم اندر شجر شجر در تخم   قم زنیستان و خذ بلبانتش

کمال دوسرا اسمائی یہ عبارت ظاہر ہونے اُس برتر کے سے اوپر نفس اپنے کے اور مشاہدہ کرنا ذات اپنی کا بیچ تعینات خارجیہ کے کہ مراد عالم سے ہے اور جو کچھ بیچ اُس کے ہے اور یہ مشاہدہ ہے اعیان غیبی و وجودی کا جیسے کہ مشاہدہ مجمل کا مفصل میں ہے اور واحد کا کثرت میں اور تخم کا درخت میں اور یہ کمال ہے اسمائی طرف تحقیق ہونے اور ظاہر ہونے کسی موقوف اوپر وجود عالم کے اور اُس چیز کے جو اس میں رہی بسبب اُس بات

marfat.com

کے کہ تحقیق معنے اُس کے نہیں حاصل ہوتے مگر ساتھ ظہور علم کے اوپر وجہ تفصیل کے اور یہ وجود نہیں حلول کرنے والا موجودات میں اور نا محدود ہونے والا۔ بیت

اتحاد و حلول راچہ مجال — در حظیرہ جلالِ ذاتِ کمال

بہ سبب اس بات کے کہ حلولِ انکار اُس کا ضوری ہے واسطے ان دونوں وجودوں کے یہاں تک کہ حلول کرے ایک اُن کا دوسرے میں تا متحد ہو ایک ان کا دوسرے میں اور وجود ایک ہے نہیں تعداد واسطے اُس کے لیکن تعدد صفات میں ہے گواہی دیتا ہے اوپر اُن دونوں کے وجدان عارفوں کا ؎

مطلق جو مقید کا سزاوار ہوا ہے — بیرنگی کا اس رنگ سے اظہار ہوا ہے
وحدت سے نمایاں ہے، یہ کثرت سے بکثرت — معدود یہی عدد کا تکرار ہوا ہے

تحقیق عبودیت و تکالیف و شدت اور راحت و رنج تمام رجوع کرنے والی ہیں طرف تعینات کے اور یہ وجود بہ اعتبار مرتبہ اطلاق کے پاک ہے ان اشیاء سے تمام اور محیط ہے واسطے تمام موجودات کے مانند احاطہ ملزوم کے اوپر لازم کے اور موجودات کے مانند احاطہ ظرف کے ساتھ مظروف کے اور کل کے ساتھ جزو کے تعَالیٰ عَنْ ذَالِکَ عُلُوًّا کَبِیْرًا اور اور تحقیق یہ وجود باعتبار محض اطلاق ہونے اپنے کے ساری ہے تمام ذاتوں میں موجودات کے اس طرح سے کہ ہے یہ وجود اُن ذاتوں میں عین اُن ذاتوں کا جیسے کہ تحقیق یہ ذاتیں پہلے ظہور سے اُس وجود کے اندر عین اس وجود کا مانند اس کے ہے صفاتی وہ صفاتیں کہ کاملہ ہیں اسواسطے اُس وجود مطلق کی باعتبار کلی ہونے اور مطلق ہونے اُس کی کے ساری ہیں بیچ تمام صفات موجودات کے اُس مانند کہ ہوں یہ صفات کاملہ صفات موجودات کے عین صفات موجودات کے جیسے کہ تحقیق صفتیں موجودات کی پہلے ظہور ہونے ان صفات کاملہ کے عین ان صفاتِ کاملہ کے ؎

اے سرور خوب ہے یہ رمز ادق — حق میں عالم عالم عین حق

اور تحقیق عالم ساتھ تمام اجزاء اپنے کے اعراض ہے اور معروض پس یہ وجود ہے اور تحقیق عالم کے تین وطن ہیں۔

ایک: تعین اول نام کیا جاتا ہے بیچ اُس وطن کے شیونات ——— اور

marfat.com

دوسرا - وطن تعین دوسرا ہے نام رکھا گیا ہے بیچ اُس کے اعیان ثابتہ یعنی صور علمیہ اور تیسرا ، وطن اُس کا تعین تیسرا ہے بیچ خارج کے اور نام کیا گیا بیچ اس وطن کے اعیان خارجیہ لیکن ثابتہ نے نہیں سونگھی خوشبو وجود کی تحقیق ظاہر ہوئے ہیں احکام اور آثار اُس کے ۔

غزل فارسی

این چہ شوریست بہر کوچہ و برزن یارب | محفلِ شاہد اعیان ہمان است کہ بود
از در رہائے عزرحقہ ، گیتی پرشد | کان آلان کما کان ہمان است کہ بود
از لب لعل تو شد جملگی بہرہ اندوز | خال لب لیک نمایاں ہمان است کہ بود
بچہرہ صبح دمید و شدہ عالم پرنور | زلف بر عارض رخشاں ہمان است کہ بود
اے سرفراز در خلوت شدہ بیروں ہر رنگ | بر سر کار نگہبان ہمان است کہ بود

ولہ اردو

طاقت نہ بصر کی تھی کہ حسن اُس کے کو دیکھے | اس واسطے پردہ میں نمودار ہُوا ہے
خود قمری و بلبل ہوا خود بہر تسلّی | شمشاد بنا ہے کہیں گلزار ہُوا ہے
خود شہر ہے خود شہری و خود کوچہ و بازار | خود قیمت و کالا و خریدار ہُوا ہے
مظہر تو ہر ایک اُس کا عجابات ہے لیکن | اُس صورت انساں میں طرحدار ہُوا ہے
مَیں خوب سمجھتا ہوں سرفراز اُس کی ادائیں | ہے یار وہ صورت اغیار ہُوا ہے

اور تحقیق ادراک کرنے والا اول بیچ ہر شے کے وہ موجود ہے اور بواسطے اُسی کے ادراک کرنے والے ہیں یہ نسبتیں ہیں جیسے کہ نور ساتھ نسبت کرنے کی طرف تمام رنگوں اور شکلوں کی اور ایسی ہی نسبت ہوتی ہے ہمیشہ ظہور اور کثرت اُس کی نہیں جانتا کوئی اس ادراک کو مگر خواص اور قرب دو قسم ہے ایک قرب نوافل دوسرا قرب فرائض - قرب نوافل دور ہونا صفات بشریت کا ہے اور ظاہر ہونا صفتوں اسی بزرگ کا اوپر اُس کے اُس مانند کہ زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے ساتھ اذن اپنے کے وہ تعالیٰ اور دیکھتا ہے اور سنتا ہے سننے کو اور دیکھتا ہے وہ چیزیں کہ دیکھنے کی ہیں دور سے علیٰ ہذا القیاس یہ معنے ہیں فنا ہونا صفات بندہ کا بیچ صفات اللہ تعالیٰ کے اور یہ متحد ہے قرب نوافل کے دوسرا قرب فرائض ہے پس یہ فنا ہونا بندہ کا ہے

marfat.com

بالکل شعور سے تمام موجودات کے یہاں تک کہ نفس اپنے سے بھی اس طرح سے کہ باقی نہ رہے نظر میں اس کے کوئی چیز مگر وجود حق تعالیٰ کا۔

(بیت)

رحمت زمسعود بیک جملہ صفات بشر چونکہ ہماں ذات بود باز ہماں ذات شد

اور یہ ہیں معنی فنائے[1] بندہ کی بیچ اللہ تعالیٰ کے' یہ ثمرہ قرب فرائض کا ہے اور بعضے قائلین وحدت وجود کے سے وہ ہیں کہ کہتے ہیں تحقیق حق سبحانہٗ تعالیٰ حقیقت تمام موجودات کی ہے اور باطن تمام موجودات کا از روئے علم کے وہ علم کہ یقینی ہے لیکن نہیں ظاہر ہوتا حق سبحانہٗ تعالیٰ بیچ خلق کے اور بعضے وہ ہیں کہ مشاہدہ کرتے ہیں حق کا بیچ خلق کے از روئے شہود کے وہ شہود کہ حالی ہے قلبی سے یہ مرتبہ نزدیک تر اور بلند تر ہے مرتبہ اوّل سے اور بعضے وہ ہیں کہ مشاہدہ کرتے ہیں حق کا بیچ خلق کے اور خلق بیچ حق کے اس طرح سے کہ ایک ان دونوں کا مانع نہ ہو مشاہدہ دوسرے کے سے از روئے مشاہدہ اعیانی کے کہ یہ دوسرا مرتبہ اولیٰ ہے اور اعلیٰ ہے دونوں مرتبوں سابق سے اور یہ مقام انتہا کا ہے اور اقطاب کا بہ سبب متابعت اُن کے اور معرفت خلق کی اور علم خلق کا نہیں مانند معرفت و علم نبی علیہ السلام کے مگر مانند تراوٹ کے کہ نکلی ہے سر زق[2] ربط کئے گئے سے اور محال ہے جو حاصل ہو توسط مرتبہ ان تینوں مراتب سے اس شخص کو جو خلاف کرنے والا ہے شریعت اور طریقت کا ع

خلاف پیمبر کسے راہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

اور بس مرتبہ تیسرا فضیلت رکھتا ہے ان دونوں مراتب سے اور اعلیٰ ترین واصل ہونا اُس کا کب ممکن ہو اور تحقیق تمام موجودات طرف وجود کل شے غیر حق کے نہیں اور غیر میں تمام اغیار ہی نہیں لیکن جہت حقیقت کی سے ہر ایک سے وہ حق ہے جل شانہٗ اور مثال اُس کی

---

[1] فنا کے اصل معنے یہ نہیں کہ بے ہوش ہو جانے جیسا کہ فی زمانہ عام نے سمجھ رکھا ہے بلکہ اصلی فنا یہ ہے کہ نور ذات الٰہی میں روح اور بدن کو اصطباغ حاصل ہو کر ذات الٰہی نصیب ہو جائے اور یہ بات بدوں صحبت کامل کے جو اپنی ہمت سے طالب کو متبع شریعت و کامل عابد بنا دیوے حاصل نہیں ہو سکتی۔ ۱۲ منہ

[2] زِق بکسر بمعنی مشک پر آب ۱۲

marfat.com

حباب ہے اور موج اور کوزہ اور برف پس تحقیق یہ تمام حقیقت کی طرف سے عین پانی ہیں اور تعین کی جانب سے غیر پانی اور سوا اس کے مثال سراب کی ہے حقیقت کی جہت سے عین ہوا ہے۔ اور تعین کی سمت سے غیر ہوا سراب حقیقت میں ہوا ہی ظاہر ہوئی ہے صورت میں پانی کے۔ امام مغربی نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

زدریا موج گونا گوں برآمد　　　زبے رنگی برنگ چوں برآمد

اور مولوی نیاز احمد بھی اچھا فرماتے ہیں۔ ؎

چادر سے موج کے نہ چھپے چہرہ آب کا　　　پردہ نہ آب کا ہوا برقع حباب کا

دلائل وحدت وجود کے بہت ہیں لیکن جزوی بیان کئے جاتے ہیں۔ قرآن شریف سے یہ ہیں: وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَاَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ (ترجمہ) اور واسطے اللہ ہی کے ہے مشرق و مغرب پس جس طرف کو منہ پھیرو تم پس اسی طرف ہے ذات اللہ کی۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ (ترجمہ) اور میں نزدیک تر ہوں بندہ کی شہ رگ سے۔ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ (ترجمہ) اور وہ ساتھ تمہارے ہے جہاں کہیں کہ تم ہو۔ وَنَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ (ترجمہ) اور میں نزدیک تر ہوں طرف بندہ کے تم سے لیکن نہیں دیکھ سکتے تم۔ اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ (ترجمہ) تحقیق وہ شخص کہ بیعت کرتے ہیں تیری تحقیق کہ بیعت کرتے ہیں اللہ کی۔ اللہ کا ہاتھ اوپر ہاتھ ان کے کے ہے۔ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ۔ (ترجمہ) وہ اول ہے اور آخر ہے اور ظاہر ہے اور باطن اور وہ ساتھ ہر شے کے دانا ہے۔ وَفِيْ اَنْفُسِكُمْ اَفَلَا تُبْصِرُوْنَ (ترجمہ) اور بیچ نفسوں تمہارے کے ہے آیا پس نہیں رکھتے بصارت تم۔ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ (ترجمہ) اور جس وقت کہ تم سے سوال کریں بندے میرے مجھ سے پس تحقیق میں نزدیک ہوں وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى (ترجمہ) اور نہیں ڈالا تو نے جس وقت کہ ڈالا تو نے لیکن اللہ تعالیٰ نے ڈالا ہے۔ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ مُّحِيْطًا (ترجمہ) اور ہے

marfat.com

اللہ تعالیٰ ہر شے پر محیط۔ اور آیات بینات بہت اور کلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سے اثبات یہ ہے اِنَّ اَحَدَکُمْ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ فَاِنَّمَا یُنَاجِیْ رَبَّہٗ فَاِنَّ رَبَّہٗ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْقِبْلَۃِ (ترجمہ) تحقیق ایک تمہارا جس وقت کھڑا ہوتا ہے طرف نماز کی پس گویا سرگوشی کرتا ہے رب اپنے سے پس تحقیق رب اُس کا درمیان اُس کے اور درمیان قبلہ اس کے کے ہے۔ حدیث قدسی وَلَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اِلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اَحْبَبْتُہٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُہٗ کُنْتُ سَمْعَہُ الَّذِیْ یَسْمَعُ بِہٖ وَبَصَرَہُ الَّذِیْ یَبْصُرُ بِہٖ وَیَدَہُ الَّتِیْ یَبْطِشُ بِھَا وَرِجْلَہُ الَّتِیْ یَمْشِیْ بِھَا بِیْ یَبْصُرُ وَبِیْ یَبْطِشُ وَبِیْ یَمْشِیْ (ترجمہ) اور ہمیشہ بندہ میری نزدیکی طلب کرتا ہے ساتھ نوافل کے، یہاں تک کہ دوست رکھتا ہوں میں اس کو، پس جس وقت دوست رکھتا ہوں میں اس کو ہوتا ہوں میں سمع اس کی وہ سمع کہ سنتا ہے ساتھ اُس کے اور بصر اُس کی وہ بصر کہ دیکھتا ہے ساتھ اُس کے اور ہاتھ اس کا وہ ہاتھ کہ پکڑتا ہے ساتھ اُس کے اور پاؤں اس کا وہ پاؤں کہ چلتا ہے ساتھ اس کے۔

حدیث قدسی اِنَّ اللّٰہَ یَقُوْلُ مَرِضْتُ فَلَمْ تَعُدْنِیْ۔ رواہ الترمذی فی حدیث الطول (ترجمہ) تحقیق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بیمار ہوا میں نہ عیادت کی۔ روایت کی ہے اس حدیث کی ترمذی نے درمیان حدیث طویل کے۔ وقولہٗ علیہ السّلام وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْ اَنَّکُمْ دَلَّیْتُمْ بِحَبْلٍ اِلَی الْاَرْضِ السُّفْلٰی لَھَبَطَ عَلَی اللّٰہِ تَعَالٰی ثُمَّ قَرَأَ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ ھُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاھِرُ وَالْبَاطِنُ وَھُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ (ترجمہ) قسم ہے اس ذات پاک کی کہ نفس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ میں اس کے ہے۔ اگر تحقیق تم ڈالو رسن طرف زمین سفلی کے البتہ ڈالو تم اوپر اللہ تعالیٰ کے پس پڑھا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہی اول ہے اور آخر ہے اور ظاہر ہے اور باطن ہے اور وہ ساتھ ہر شے کے دانا تر ہے اور بہت حدیثیں مثبت اِس کی ہیں وَقَالَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلِیٌّ کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْھَہٗ عَرَفْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ (ترجمہ) اور فرمایا امیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ نے پہچانا میں نے رب اپنے کو ساتھ رب اپنے کے۔ وَقَالَ

marfat.com

وَلَمْ اَعْبُدُ رَبًّا لَمْ اَرَاہُ (ترجمہ) اور فرمایا ہے کہ نہیں بندگی کی میں نے رب اپنے کی کہ نہ دیکھا ہیں نے اُس کو۔

اور بہت اقوال ہیں اور اقوال آئمہ عارفین کے بہت ہیں۔ پس اس وقت میں نہیں ذکر کرتا ہوں ان کا اگر چاہے تو سیر کر کتابوں کی اُن کی پاوے گا انشاء اللہ تعالیٰ خَلِّصْنَا یَارَبِّ عَنِ الْاَشْغَالِ بِالْمَلَاھِیْ وَاَرِنَا حَقَائِقَ الْاَشْیَاءِ کَمَا ھِیَ۔

اے طالب اگر ارادہ کرے تو وصول کا طرف اللہ تعالیٰ کے پس لازم پکڑ تو متابعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلے از روئے قول اور فعل کے ظاہر اور باطن پس کر تو مراقبہ وحدت وجود کا اور مراد اس سے معنی کلمہ طیبہ کے ہیں بغیر شرط وضو کے اور جو کر لے وضو پس اولیٰ اور برتر ہے اور شرط نہیں خصوصیت وقت کی یعنی مراقبہ کر دخول و خروج میں اور نہیں قید ملاحظہ کرنے حروف کلمہ طیبہ کی بلکہ نہیں ہے کوئی ملاحظہ مگر معنی کا فقط پس ہر حال میں کر یعنی کھڑے بیٹھے چلتے لیٹے اور حرکت کرتے اور بغیر حرکت کرنے کے کھاتے پیتے ہوئے طریق مراقبہ کا یہ ہے کہ فنا کر تو انانیت اپنی اور انانیت عبارت ہے حقیقت تیری سے اور باطن تیرے سے کہ غیر حق تعالیٰ کے ہے اور نہیں فنا ہونا مگر اس انانیت کا اور یہ عین معنی لَا اِلٰہَ کے ہیں پس ثابت کر تو حق سبحانہٗ تعالیٰ کو بیچ باطن اپنے کے اور یہ عین معنی اِلَّا اللہ کے ہیں۔

سوال: پس اگر کہے تو جس وقت ہوا وجود واحد اور غیر اس کا نہیں موجود پس کس شے کو نفی کیجئے اور کس شے کو اثبات۔

جواب: یہ ہے کہ وہم غیریت اور انانیت کو جو پیدا ہوا ہے واسطے خلقت کے اور یہ وہم ہے باطل۔ پس لازم ہے جو فنا کرے تو اُس وہم کو پہلے اور پیچھے ثابت کرے تو حق سبحانہ تعالیٰ کو باطن اپنے میں اے طالب جس وقت کہ غالب ہوا اوپر تیرے حال ساتھ فضل اللہ تعالیٰ کے اور کرم اس کے کے۔ نہیں قادر رہو گا تو اوپر انانیت اپنی کے وہ انانیت کہ وہمی ہے بلکہ نہیں باقی رہے گا تجھ سے مگر اثبات حق سبحانہٗ تعالیٰ کا نصیب کرے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور تم کو ساتھ برکت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور آل اور اصحاب تمام ملتِ کے لئے۔ آمین۔ یارب العالمین۔ (تمت بالخیر)

marfat.com

تقریظ ریختۂ کلک جواہر سلک فاضل اجل عالم بے بدل شاعر نکتہ شناس ناثر سحر اساس جناب مولوی محمد نذیر صاحب عرشی دہنولوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد : صحیفہ شریفہ نفیسہ و نمیقہ انیقہ سلیسہ فی الترہیب والانذار لمن یقع فی الغفلۃ والاغترار اعنی تنویر الابصار لمن یشاء ان یصل الی الابرار مصنفہ سالک کامل و عالم عامل غواص بحر توحید آشنائے یم تجرید عرفان اساس طریقت شناس حقیقت رس مسیحا نفس، غریق توصل رفیق توصل و خلیق توکل متوانی فنا، متلافی رضا، المعتیم فی مجالس الابرار المعظم فی محافل الاخیار المکھم فی مجامع الاحرار، یستفیض منہ الخبیث والطیب و یستسقی منہ لصباب والصیب، قائد المتحیرین الی الوصل وسائق القانطین الی الامل معدل المفرطین والمفرطین و مسدد القاصرین والمقصر البحر الذخار المتموج المتلاطم المولوی محمد محبوب عالم رزقہ اللہ التموق علی کل المناظر والمعالم

کہ بر شاقت تلمیق درۂ نادرہ و بہ نفاست تمنیق دردۂ ناضرہ و بہ سلامت تنبیق تحفہ فاخرہ است نظر نذیر را نظیر نمود للراقم

لعمری کتاب جاء بالحق والصواب فیہ براھین لمن شاء ان یصیب
فیا ایھا المغتر بالسوء والجفاء فکن نادمًا من سوءِ عملک واتب

ازاں کہ ایں دہر ناپائدار سر بہ سر اغترار است و مکان احوال و اخطار بسیار و مہالک بے شمار تلال را زلال و سراب را شراب و انمودن کار انیست و وفاق بہ نفاق و الفت بہ الفت مبدّل گردانیدن شعار ایں، لہٰذا سالک مسالک عبودیت را از تعنن ترہات قطع مراحل مشکل تر است۔ ؎

خلیلی قطاء الطریق الی الحمی کثیر وارباب الوصول قلائل

پس واجب ترین امور است کہ بہ کاملے و مقبولے توسّل جوید تا بدستیاری او بہ مراتب عالیہ برسد و بہ موجب تعلیم و تلقین او ترک لذّات جسمانی کہ مکثف و مغلظ نفس اند و موجب انحطاط او از درجۂ انسانیہ گفتہ باستمتاعِ لذّات روحانی گراید تا چوں بعد تزکیہ و طہارت کاملہ بہ ہم جنساں خویش اعنی جواہر مجردہ اتصال یابد مرتبہ عین الیقین حاصل کند، و ایں کتاب بیست ہمدریں تعلیم کہ چہ نوع توسل باید جُست، مصنّف علام بدیباچہ ایں احتیاجِ بیعت پیرے کامل از قرآن و حدیث باحسن براہین و اجمل ادلّہ ثابت نمودہ سپس ہمگی امور را کہ مرشد مرید را تعلیم کند بہ تدریج و ترتیب بابستہ و شایستہ بابلغ عبارات و افصح کلمات درجات ساختہ للراقم۔

مثنوی عربی

نسخۃٌ موزونۃٌ الفاظھا مخلص الارواح استحفاظھا
روضۃ قد ازھرت اشجارھا جنۃ قد اترعت انھارھا
رحمۃٌ دلت علیٰ نعمائہٖ نعمۃٌ زادت علی الآئہٖ
راحۃٌ للروح بدء للعلیل بھجۃٌ للقلب ماءٌ للغلیل

marfat.com

فارسی

نامۂ نامی مراح روح جاں — کس ندیداست و نہ بیند مثل آں
حرف حرفش مظہر نورحکم — در بہارش صد خیاباں ارم
سلم اوجِ سمائے معرفت — عروۃ الوثقیٰ برائے مغفرت
جامع گفتار ہائے اولیاء — دافع طومار ہائے اشقیاءٗ
اے غریقانِ بحار طلب حق — قَدْ مَضیٰ دَیْجُوْرُ کُمْ ظَھَرَالْفَلَقْ
اَیْنَ ھٰذَا نَوْمُکُمْ فَاسْتَیْقِظُوْا — وَاسْمَعُوْا وَاسْتَمْعِفظُوْا فَاسْتَبْعِظُوْا

اُردو

دیکھ تو ہے بحر عرفاں موجزن — جس کی ٹھاٹھیں دکھ رہی ہیں تا مدن
تشنگانِ دشت عرفاں کے لئے — اور عطاشِ راہِ ایماں کے لئے
ہے یہ مار عذب اور آب زلال — جس کو کہنا چاہیئے رب کا وصال
دوستو یہ وہ یم ذخار ہے — جس کا قطرہ مطفی صد نار ہے

نصح کو اس کی غنیمت جان تو
بہرِ حق عرشی کا کہنا مان تو

٭

marfat.com

تقریظ دوم عالم با عمل

جناب مولنا مولوی علم الدین صاحب متقی

امام مسجد حضرت شاہ محمد غوث رحمتہ اللہ علیہ واقع لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سبحان اللہ سبحان اللہ ہے پاکی خاص خدا نوں
حمد ثنائیں بے نہایت خالق ارض سما نوں
پھر لاکھ صلاۃ سلام کروڑاں ہر دم ختم نبیاں
سن آل اصحاباں بھیج الٰہی مومن کل ولیاں
تنویر رسالہ فیض مقالہ نال حدیث حوالہ
جے کوئی کرسی ایس مطالعہ پاسی فیض نرالہ
نال آیات حدیث دلائل نال اقوال اماماں
پختہ پختہ قول بزرگاں نال اقوال ایہہ خاصاں
مصنف اسم مبارک حضرت ہے محبوب العالم
درس پڑھاون شہر انبالہ بے شک کامل عالم
ایہہ رسالہ پڑھو پڑھاؤ رحمت رب دی پاؤ
سیدھا راہ شریعت چھڈ کے اودھڑ راہ نہ جاؤ
سن تیراں سو اکی ۱۳۲۱ھ آہا بنیاں جدوں رسالہ
ماہ شوال اندر تم ہویا رد گمراہاں والا

marfat.com

اطلاعِ ضروری

تنویر الابصار سہ بار جناب صاحبزادگان حضرت مولانا و مرشدنا خواجہ **محبوبِ عالم** شاہ صاحب قدس سرہٗ سیدوی نے شائع کرائی ہے اور مصنف صاحب مرحوم کی دو کتابیں اور ذکرِ خیر و خیر الخیر اس تنویر الابصار کے بعد دیکھنے کے قابل ہیں اگر کسی صاحب کو ضرورت ہو تو پتہ ذیل سے طلب فرمائیں۔

خاکسار سید محمود اختر عفی عنہ محبوبی توکلیؒ

ملنے کے پتے

۱۔ جناب صاحبزادگان محمد احمد و الطاف محمود صاحبان سجادہ نشین سیداں شریف تحصیل پھالیہ ضلع گجرات

۲۔ بابو محمد اکرم صدر بزم توکلیہ کباڑی بازار۔ آتما رام روڈ شہر گوجرانوالہ

marfat.com

marfat.com